میرا پیغمبر عظیم تر ہے
(سیرت سیریز)
6

عظیم داعی

نگہت ہاشمی

النور پبلیکیشنز

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عظیم داعی

استاذہ نگہت ہاشمی

عظیم داعی

استاذہ نگہت ہاشمی

النور پبلیکیشنز

نام کتاب : عظیم داعی

مصنفہ : استاذہ نگہت ہاشمی

طبع اوّل : جولائی 2007ء

تعداد : 2100

ناشر : النور انٹرنیشنل

لاہور : 98/CII گلبرگ III فون: 042-7060578-706057[illegible]

فیصل آباد : 103 سعید کالونی نمبر 1 ' کینال روڈ' فون: 1851 872 - 041

بہاولپور : 7A 'عزیز بھٹی روڈ' ماڈل ٹاؤن اے' فون: 2875199 - 062

2885199' فیکس: 2888245 - 062

ملتان : 888/G/1 ' بالمقابل پروفیسرز اکیڈمی' بوسن روڈ' گلگشت

فون: 6220551 6223646 - 061

ای میل : alnoorint@hotmail.com

ویب سائٹ : www.alnoorpk.com

النور کی پراڈکٹس حاصل کرنے کے لیے رابطہ کریں:

مومن کمیونیکیشنز 48-B گرین مارکیٹ بہاولپور

فون نمبر: 2888245 - 062

قیمت : روپے

ابتدائیہ

مقامِ نبوت بہت بلند مرتبہ ہے۔اسی مقامِ نبوت و رسالت کی وجہ سے ہم اپنے ربّ تک پہنچتے ہیں۔اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیوں کو اسی لیے معبوث کیا کہ وہ اس کے بندوں کا اس کی ذات کے ساتھ تعلق قائم کروائیں۔ ہر دور میں انبیاء علیہم السلام اس مشن کے ساتھ آتے رہے اور اپنے اپنے دور میں دعوت دینے کے باوجود اپنا مشن پایۂ تکمیل تک نہ پہنچا سکے لیکن جب اللہ کے رسول ﷺ آئے تو ان کے آتے ہی اس دین کی تکمیل کر دی گئی۔

رسول اللہ ﷺ کا اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ گہرا تعلق تھا۔آپ ﷺ کا توکل، آپ ﷺ کی دُعائیں، آپ ﷺ کی نماز، آپ ﷺ کا ذکر، آپ ﷺ کا صبر کرنا، آپ ﷺ کا شکرادا کرنا، آپ ﷺ کا انسانوں کی خدمت کرنا، یہ سب ثابت کرتا ہے کہ آپ ﷺ کی عظیم شخصیت صرف اپنے لیے نہیں تھی، نہ صرف اپنے اہلِ خاندان کے لیے تھی، نہ صرف اپنے رشتہ داروں کے لیے تھی، نہ صرف اپنے علاقے کے لوگوں کے لیے تھی، نہ اپنے دوست احباب کے لیے تھی بلکہ خود ربّ العزت نے فرمایا:

وَمَآ اَرۡسَلۡنٰکَ اِلَّا رَحۡمَۃً لِّلۡعٰلَمِیۡنَ (الانبیاء:107)

"یقیناً ہم نے آپ ﷺ کو سارے جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے"۔

رسول اللہ ﷺ کا ہماری ذات پر سب سے بڑا احسان کیا ہے؟ اور ہم ان کے بارے میں کیوں کہتے ہیں کہ میرا پیغمبر ﷺ عظیم تر ہے؟ انہوں نے پیغام دیا، عظیم پیغام کہ اللہ تعالیٰ کے ہو جاؤ، اللہ تعالیٰ کی طرف جانا ہے۔ اگر رسول نہ ہوتے تو ہم کیا ہوتے؟ صرف عقل کے توسط سے ہمیں پتہ ہی نہ چلتا، ہم اندھیروں میں ٹھوکریں کھا رہے ہوتے اور کوئی راستہ دکھانے والا نہ ہوتا۔ جو راستہ دکھائے وہ کتنا بڑا محسن ہے؟

جس نے راستہ دکھایا۔

جس نے ذہن کو تاریکیوں میں بھٹکنے سے بچایا۔

جس نے قلب کے اندر اللہ تعالیٰ کی یاد کو بٹھانا سکھایا۔

جس نے اللہ تعالیٰ کی محبت کو دل و دماغ میں بسانا سکھایا۔

اس ذات کے ہم پر کتنے احسانات ہیں؟ اس نے اللہ تعالیٰ سے ہمارا تعلق قائم کروایا، اس نے زندگی کی اصل حقیقت سے آشنا کروایا، اس نے ہمیں اللہ تعالیٰ کی محبت میں نمازیں ادا کرنا سکھایا اور ربّ کی محبت کو محسوس کرنا سکھایا۔ رسول اللہ ﷺ کی ذات کا یہ حق ہے اور ہم پر لازم ہے، یہ ہمارا فریضہ ہے کہ آپ ﷺ کے اُسوہ کو اپنا لیں اور دل میں بٹھا لیں، آپ ﷺ کی زندگی کو ذہن میں بٹھا لیں اور آپ ﷺ کی ایک ایک ادا سے، ایک ایک نقش سے محبت کرنے لگیں۔

استاذہ نگہت ہاشمی نے زرعی یونیورسٹی فیصل آباد میں 6 روزہ سیرت سیریز 'میرا پیغمبر عظیم تر ہے' کے دوران عظیم داعی کے موضوع پر خوبصورت لیکچر دیا۔ جس سے نہ صرف اہلِ علم افراد نے بلکہ رسول اللہ ﷺ سے محبت رکھنے والے ہر فرد نے فائدہ اٹھایا اور انہوں نے بہت خوبصورت انداز میں نبی ﷺ کی زندگی کے بارے میں سیکھا کہ آپ ﷺ نے

کس طرح اللہ تعالیٰ کے پیغام کو پھیلایا؟ کس طرح اس پیغام کی اہمیت کے بارے میں سارے انسانوں کو realize کروایا؟ الحمدللہ رسول اللہ ﷺ کی ذات سے رہنمائی حاصل کرنے کے لیے یہ مواد آج پمفلٹ، کیسٹ اور سی ڈی کی صورت میں ہمارے ہاتھوں میں موجود ہے۔ سیرتِ رسول ﷺ سے محبت رکھنے والوں کے لیے دعوتِ عام ہے کہ خود بھی رسول اللہ ﷺ کے اُسوہ کو جانیں اور اسی اُسوہ کی پیروی کرتے ہوئے دوسروں تک بھی پہنچادیں اور اللہ تعالیٰ کی محبت کو پالیں۔

پبلشنگ سیکشن

النور انٹرنیشنل۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَاِذْ قَالَ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ یٰبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیَّ مِنَ التَّوْرٰۃِ وَمُبَشِّرًا م بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْ م بَعْدِی اسْمُہٓٗ اَحْمَدُ ط فَلَمَّا جَآءَھُمْ بِالْبَیِّنٰتِ قَالُوْا ھٰذَا سِحْرٌ مُّبِیْنٌ (6) وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ الْکَذِبَ وَھُوَ یُدْعٰٓی اِلَی الْاِسْلَامِ ط وَاللّٰہُ لَا یَھْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ (7) یُرِیْدُوْنَ لِیُطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰہِ بِاَفْوَاھِھِمْ ط وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُوْرِہٖ وَلَوْ کَرِہَ الْکٰفِرُوْنَ (8) ھُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ بِالْھُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ لا وَلَوْ کَرِہَ الْمُشْرِکُوْنَ (9) یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ھَلْ اَدُلُّکُمْ عَلٰی تِجَارَۃٍ تُنْجِیْکُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِیْمٍ (10) تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَتُجَاھِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ بِاَمْوَالِکُمْ وَاَنْفُسِکُمْ ط ذٰلِکُمْ خَیْرٌ لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (11) یَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ وَیُدْخِلْکُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ وَمَسٰکِنَ طَیِّبَۃً فِیْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ط ذٰلِکَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ (12) وَاُخْرٰی تُحِبُّوْنَھَا ط نَصْرٌ مِّنَ اللّٰہِ وَفَتْحٌ قَرِیْبٌ ط وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ (13) یٰٓاَیُّھَا

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْٓا اَنْصَارَ اللّٰهِ كَمَا قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ لِلْحَوَارِيّٖنَ مَنْ اَنْصَارِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ؕ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ فَاٰمَنَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ وَكَفَرَتْ طَّآئِفَةٌ ۚ فَاَيَّدْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلٰى عَدُوِّهِمْ فَاَصْبَحُوْا ظٰهِرِيْنَ (14)

ترجمہ: ''اور یاد کرو عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کی وہ بات جو اس نے کہی تھی: اے بنی اسرائیل! میں تمہاری طرف اللہ کا بھیجا ہوا رسول ہوں، تصدیق کرنے والا ہوں اس تورات کی جو مجھ سے پہلے آئی ہوئی موجود ہے اور بشارت دینے والا ہوں ایک رسول کی جو میرے بعد آئے گا جس کا نام احمد ہوگا۔ مگر جب وہ ان کے پاس کھلی کھلی نشانیاں لے کر آیا تو انہوں نے کہا کہ یہ تو صریح دھوکہ ہے۔ اب بھلا کون بڑا ظالم ہے اس شخص سے جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹا بہتان باندھے حالانکہ اُسے اسلام کی دعوت دی جا رہی ہو؟ اللہ تعالیٰ تو ظالموں کو ہدایت نہیں دیتا۔ یہ لوگ اپنے منہ کی پھونکوں سے اللہ تعالیٰ کے نور کو بجھانا چاہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا فیصلہ یہ ہے کہ وہ اپنے نور کو پھیلا کر رہے گا خواہ کافروں کو یہ کتنا ہی ناگوار ہو۔ وہی تو ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دینِ حق کے ساتھ بھیجا تاکہ اسے پورے کے پورے دین پر غالب کردے اگرچہ مشرکوں کو ناپسند ہو۔ اے لوگو جو ایمان لائے ہو! میں بتاؤں تم کو وہ تجارت جو تمہیں عذاب الیم سے نجات دلادے؟ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور جہاد کرو اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنے مالوں سے اور اپنی جانوں سے، یہی تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم جانو۔ اللہ تمہاری خطائیں معاف کردے گا اور تمہیں ایسی جنتوں میں داخل کردے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی، اور ابدی قیام کی جنتوں میں بہترین گھر تمہیں عطا فرمائے گا، یہ

ہے بڑی کامیابی اور وہ دوسری چیز جو تم چاہتے ہو وہ بھی تمہیں دے گا، اللہ تعالیٰ کی طرف سے نصرت اور قریب ہی میں حاصل ہو جانے والی فتح، ایمان لانے والوں کو خوشخبری دے دو۔ اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ تعالیٰ کے مددگار بنو جس طرح عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام نے حواریوں سے خطاب کر کے کہا تھا کہ وہ کون ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف بلانے میں میرا مددگار ہوگا؟ حواریوں نے کہا تھا: ہم ہیں اللہ تعالیٰ کے مددگار۔ اُس وقت بنی اسرائیل کا ایک گروہ ایمان لایا اور دوسرے گروہ نے انکار کیا۔ پھر ہم نے ایمان لانے والوں کی ان کے دشمنوں کے مقابلے میں تائید کی اور وہی غالب ہو کر رہے"۔

اللہ ربّ العزت نے اپنے حبیب کے آنے سے پہلے جو تیاریاں ہو رہی تھیں اور جو بشارتیں دی جا رہی تھیں، ان کے بارے میں فرمایا:

وَاِذۡ قَالَ عِيۡسَى ابۡنُ مَرۡيَمَ يٰبَنِىۡۤ اِسۡرَآءِيۡلَ اِنِّىۡ رَسُوۡلُ اللّٰهِ اِلَيۡكُمۡ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيۡنَ يَدَىَّ مِنَ التَّوۡرٰٮةِ وَمُبَشِّرًاۢ بِرَسُوۡلٍ يَّاۡتِىۡ مِنۡۢ بَعۡدِى اسۡمُهٗۤ اَحۡمَدُ (الصف:6)

"یاد کرو عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کی وہ بات جو اس نے کہی تھی: اے بنی اسرائیل! میں تمہاری طرف اللہ کا بھیجا ہوا رسول ہوں، تصدیق کرنے والا ہوں اس تورات کی جو مجھ سے پہلے آئی ہوئی موجود ہے اور بشارت دینے والا ہوں ایک رسول کی جو میرے بعد آئے گا جس کا نام احمد ہوگا"۔

اللہ تعالیٰ نے جب سے انسان کو زمین پر بھیجا اپنی طرف سے ہدایت کا سلسلہ جاری

رکھا۔ سارے ہی رسول معتبر تھے لیکن آخری رسول ﷺ کا درجہ سب سے معتبر ہے۔ اللہ کے آخری رسول ﷺ کی آمد سے پہلے پہلے اس جہان میں تیاریاں ہو رہی تھیں، یہاں پر تذکرہ ہے عیسیٰ علیہ السلام کا جو پو پھٹنے سے پہلے، روشنی کی آمد سے پہلے، جہان میں نور کے پھیلاؤ سے پہلے یہ خوشخبری دے رہے ہیں کہ اللہ کا ایک رسول آئے گا، خود بھی اللہ کے رسول ہیں، خود بھی اللہ تعالیٰ کی جانب سے آئے ہیں، خود بھی ایک کتاب لے کے آئے ہیں لیکن زور اس بات پر ہے کہ میرے بعد ایک اور رسول آئے گا۔ یہ اس امر کا اعتراف ہے کہ دین مجھ پر مکمل نہیں کیا جا رہا، وہ آئے گا جو اللہ تعالیٰ کے احکامات کی تکمیل کرے گا، وہ آئے گا جس کے بعد آنے والا کوئی نہ ہوگا۔

رسول اللہ ﷺ کی آمد کی بشارت آپ ﷺ کے اس نام کے حوالے سے ہے جو عرب کی تاریخ میں کسی کا نہیں رکھا گیا 'اَحْمَد'۔ ہم عرب کی تاریخ دیکھتے ہیں 'مُحَمَّد اور اَحْمَد' نام سے خالی ہے۔ 'اَحْمَد' کا روٹ ہے (ح م د)۔ 'حمد' کا مطلب ہے: 'اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء' اور 'اَحْمَد' وہ ہے 'جو سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی ذات کی تعریف کرنے والا ہو'۔ 'مُحَمَّد' وہ 'جس کی سب سے زیادہ تعریف کی جائے' اور اللہ کے اس نبی کی امت کا نام 'حَمَّادُوْن' ہے وہ 'جو اللہ تعالیٰ کی سب سے زیادہ حمد و ثناء بیان کرنے والے ہیں' اس لئے کہ یہ محمد ﷺ کی امت میں سے ہیں۔ قیامت کا دن کتنا عجیب ہوگا! جب میدانِ حشر سج جائے گا، سب افراد حاضر ہوں گے، ہر ایک کی شناخت مختلف لیکن اللہ کے رسول ﷺ کی شناخت کیسی ہوگی؟ آپ ﷺ کے ہاتھ میں 'لِوَآءُ الْحَمْد' ہوگا 'اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کا جھنڈا'۔

میں اس آیت کے توسط سے رسول اللہ ﷺ کے مشن کی وضاحت کرنا چاہتی ہوں کہ اللہ کے رسول ﷺ کس مشن کے تحت تشریف لائے تھے کہ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بلند ہو

جائے، سارے جہانوں میں ایک اللہ کی ذات کا تعلق باقی رہ جائے، باقی سب تعلقات کو ایک 'لا' سے ختم کردیا جائے 'لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ' کہ اللہ تعالیٰ کی ذات کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں'۔

کوئی اور ایسا نہیں جس کی پوجا کریں۔
کوئی اور ایسا نہیں جس کی اطاعت کریں۔
کوئی اور ایسا نہیں جس کی حمد وثناء بیان کریں۔
کوئی اور ایسا نہیں جس سے اپنا تعلق بنائیں۔
کوئی بھی تو نہیں جس پر اعتماد کریں۔
جس پر توکل کریں، جس پر بھروسہ کریں۔
جسے اپنا ولی بنالیں۔
جس کو سارے سہاروں سے اونچا سہارا تصور کریں
کہ اس کے بعد پھر کوئی غم باقی نہ رہ جائے۔
جس پر بھروسہ کرنے کے بعد دل اطمینان پا جائے۔

یہی اسلام کی سب سے بڑی دعوت ہے، دعوتِ توحید اور رسول اللہ ﷺ کے نام ہی میں یہ دعوت چھپی ہوئی ہے۔ آپ ﷺ کا نام یہ ثابت کرتا ہے کہ آپ ﷺ سب سے زیادہ اس ذات کی تعریف کرنے والے ہیں۔ حق یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیوں کو اسی لئے مبعوث کیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ اپنا تعلق قائم کریں اور دوسروں کا تعلق قائم کروائیں۔ اس ایک ذات کے سوا جتنے تعلقات ہیں وہ انسان کو بے سکون کردیتے ہیں۔ یہ ایک سہارا ایسا ہے جو انسان کو تسکین بہم پہنچاتا ہے۔ بس یہی ایک نقطہ ہے جس سے پوری اسلامی زندگی کا آغاز ہوتا ہے، ایک اللہ تعالیٰ کی ذات کا تعلق، باقی سب کچھ اسی کے ساتھ

ہے۔

محمد رسول اللہ ﷺ آئے، اسی مشن کے تحت آئے، پہلے انبیاء علیہم السلام بھی اسی مشن کے تحت آئے لیکن اس دور میں دعوت دینے کے باوجود اپنا مشن پایۂ تکمیل تک نہ پہنچا سکے۔ دوسری بات جو اس آیت کے حوالے سے آپ کے سامنے رکھنا چاہتی ہوں وہ یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام یہ بات کہنا چاہ رہے ہیں کہ میں اپنے مشن کو پایۂ تکمیل تک نہیں پہنچا سکا، میرے بعد ایک نبی آئے گا جو اپنے مشن کو پایۂ تکمیل تک پہنچائے گا اور اس کا مشن کیا ہے؟ ایک اللہ کا نام بلند ہو جائے، اللہ کا کلمہ بلند ہو جائے، سارے انسان جو اپنے ربّ سے بچھڑے ہوئے ہیں، انہیں ربّ سے جوڑ دیا جائے کیونکہ جب سے وہ ربّ سے بچھڑے ہیں، اس وقت سے بے سکون ہیں۔

انسان دنیا میں کہاں کہاں سکون تلاش کرتا ہے؟ مقامِ نبوت اسی حوالے سے بہت بلند مرتبہ ہے کہ ہم اس مقام کی وجہ سے اپنے ربّ تک پہنچتے ہیں۔ انسان نے اپنا سکون تلاش کیا دولت میں لیکن پتہ چلا کہ وہ دولت انسان کو سکون دینے میں ناکام ہے۔ انسان نے سکون تلاش کیا اپنی اولاد میں تو پتہ چلا کہ اولاد کبھی کسی کی بن کے نہیں رہتی اور اگر بن بھی جائے تب بھی انسان کو وہ سکون نہیں ملتا۔ انسان اس سکون کی تلاش میں انسانوں کے پیچھے بھاگتا ہے اور ان کی محبتیں تلاش کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ سب سے پہلی محبت ماں کی آنکھوں میں نظر آتی ہے۔ ایسا لگتا ہے صرف ماں ہی سب کچھ ہے لیکن وقت ثابت کرتا ہے کہ ماں بھی آنکھیں پھیر لیتی ہے۔ ماں کی محبت میں انسان کے لئے تسکین ہے تو سہی لیکن عارضی [temporary]. انسان کو جو چیز تسکین بہم پہنچانے والی ہے، جو محبت انسان کو سکون بہم پہنچانے والی ہے، وہ کسی اور جگہ سے اُسے مل نہیں سکتی۔ انسان idealism کا شکار ہوتا ہے۔ وہ جو اپنے خالق اور اپنے مالک کو اندر کے تعلق کے حوالے سے پہچانتا ہے، پیدائشی

طور پر اس کی sense رکھتا ہے، وہ کسی اور محبت میں سکون محسوس نہیں کرتا۔

انسان پیدائشی طور پر اپنے خالق، اپنے مالک کو پہچانتا ہے۔ کیسے اللہ تعالیٰ نے ساری روحوں کو پیدا کرنے بعد عہد لیا تھا!

اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ

''کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں''؟

اور سب نے جواب دیا تھا (ہم بھی وہیں تھے، لیکن یاد نہیں ہے، پیچھے کہیں لاشعور میں موجود ہے)۔

بَلٰی

''کیوں نہیں''۔

آپ کے سوا کون ہے جو پیدا کرے؟

کون ہے جو روزی دے سکے؟

کون ہے جو دُعائیں سنے؟

کون ہے جو ہماری حاجتیں پوری کر سکے؟

کون ہے جو مرادیں پوری کر سکے؟

کون ہے جو اس دُکھی دل پر پھاہا رکھ سکے؟

کون ہے جس کی یاد میں دلوں کا اطمینان ہے؟

آپ ہی تو ہیں۔ آپ ہی تو اصل سہارا ہیں۔ انسان جب سے اپنے مالک سے بچھڑا ہے پریشان ہے، بے سکون ہے۔ اللہ تعالیٰ نے نبیوں کو اس لئے بھیجا کہ میرے بندوں کو مجھ سے ملا دو۔ سارے نبی اسی لئے اہمیت کے حامل ہیں کہ وہ اس دُکھی انسانیت کو جو سکون تلاش کر رہے ہیں کبھی گھر کی محبت میں، کبھی والدین کی محبت میں، کبھی اولاد کی محبت میں،

کبھی شوہر، کبھی بیوی کی محبت میں، کبھی بہن بھائیوں کبھی رشتہ داروں کی محبت میں، کبھی دوستوں کی محبت میں، کبھی مال کبھی جمال کی محبت میں، ان سب کو بتادیں کہ کسی محبت میں سکون نہیں، کوئی محبت ایسی نہیں جو انسان کے standard پر پوری اُتر سکے۔ یہ رسول ہیں جنہوں نے بتایا کہ انسانوں کی محبت کے لائق صرف ایک ہی ہستی ہے، صرف ایک ہستی ہے جو اسے سکون بہم پہنچاتی ہے۔ وہ ہستی کیسی ہے؟ فرمایا:

أُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ (البقرہ:186)

''پکارنے والا جب مجھے پکارتا ہے، میں اس کی پکار سنتا اور جواب دیتا ہوں''۔

پکارنے والا جب بھی مجھے پکارتا ہے، جہاں کہیں، جس انداز میں بھی، وہ پکارے تو سہی میں اس کی پکار کا جواب دیتا ہوں۔ آپ دیکھ لیجئے رسول اللہ ﷺ سے پہلے انبیاء علیہم السلام کی تعلیمات بدلیں، اللہ تعالیٰ اور بندے کے بیچ دوسرے لوگ آ گئے، دوسرے لوگوں نے کہا ہمارے پاس آؤ، ہم تمہارے معاملات solve کرائیں گے، ہم تمہارا رابطہ کروائیں گے، ہم تمہارا تعلق بنوائیں گے، جو عبادت گاہوں کے مجاور ہیں، پروہت، پادری، احبار، رہبان، راہب اور درویش یہ سب اللہ تعالیٰ اور بندے کے بیچ میں آتے ہیں۔ کتنی خوبصورت بات کہی علامہ اقبال نے:

کیوں خالق و مخلوق میں حائل رہیں پردے
پیرانِ کلیسا کو کلیسا سے ہٹا دو

وہ جو اللہ تعالیٰ اور بندے کے بیچ میں آتا ہے اس کو ہٹا دو، اس کی ضرورت ہی نہیں۔

تاریخِ انسانی اس بات کی شاہد ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے گروہ کے سوا کوئی طبقہ ایسا نہیں جس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ بندے کا تعلق قائم کیا ہو۔ یہ نبی ہیں جنہوں نے خالق کا رشتہ مخلوق کے ساتھ اور مخلوق کا خالق کے ساتھ جوڑا۔ اس رشتے کو واضح کر کے نکھار کے سامنے رکھا کہ

تمہارے دکھ کا، تمہارے سکھ کا ساتھی ایک اللہ تعالیٰ کی ذات کے ماسوا کوئی نہیں ہو سکتا۔ یہ مقامِ نبوت ہے، یہ نبی کا فریضہ ہے۔

ایک انسان دنیا میں آیا، اللہ تعالیٰ نے اسے عقل عطا کی، اچھائی اور برائی کی تمیز عطا کی، ربّ العزت نے انبیاء علیہم السلام بھیجے، کتابیں بھیجیں۔ اس اعتبار سے دیکھیں تو پتہ چلتا ہے کہ انسان عقل کی مدد سے اپنا اچھا یا برا پہچان سکتا ہے۔

دوسری کیا چیز ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فطری طور پر اچھائی اور برائی کا احساس دیا اور مسلسل انبیاء علیہم السلام بھیجے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ میرا بندہ بہکا ہی رہ جائے۔ میرے بندے جب سے مجھ سے بچھڑ کر زمین پر گئے تب سے پریشان ہیں، تب سے detrack ہیں۔ وہ دیکھتا ہے کہ ان بندوں کی صورتحال کیا ہے؟ اسی لئے مالک نے کرم کیا، انبیاء علیہم السلام بھیجے، کتابیں بھیجیں اور پھر جب اللہ کے آخری رسول صلی اللہ علیہ وسلم آئے تو اُن کے آتے ہی اس دین کی تکمیل کر دی گئی کہ اب اللہ تعالیٰ کی طرف سے پھر کبھی کوئی پیغام نہیں آئے گا۔ یہ تکمیل ایک طرف خوشی بھی ہے اور دوسری طرف ایک اُداسی کا اظہار بھی کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی یہ محسوس کیا تھا کہ جبرائیل علیہ السلام اب میرے پاس کبھی نہیں آئیں گے۔ جب انہوں نے یہ محسوس کیا تو اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رفیقِ اعلیٰ سے ملاقات کو preference دی کہ اب مشن پایۂ تکمیل کو پہنچ گیا، اب دنیا میں رہنے کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے حوالے سے میں اس چیز کو آپ کے سامنے لانا چاہتی ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جئے تو کس لئے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس لئے جئے کہ انسانوں کو ربّ کا بنا دیں، انسانوں کو ربّ سے ملا دیں، یہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا مشن تھا۔ اس مقصد کے حصول کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے 13 برس مکہ میں اور 10 برس مدینہ میں گزارے اور اس طرح خالق کے ساتھ مخلوق کا رشتہ اُستوار کرتے رہے اور اس رشتے کو اگر ہم دیکھنا چاہیں تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم

کے ساتھیوں میں بھی دیکھ سکتے ہیں۔آپ ﷺ کی زندگی تو اس تعلق کی غماز ہے۔آپ ﷺ کا راتوں کو جاگنا، آپ ﷺ کا اللہ تعالیٰ کے آگے آہ وزاری کرنا، آپ ﷺ کی آنکھ سے نکلنے والے آنسو، ان آنسوؤں کا آپ ﷺ کی داڑھی اور سینے کو بھگودینا، آپ ﷺ کا اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول رہنا، آپ ﷺ کا دُعائیں کرنا، آپ ﷺ کی عبادت گزاریاں، آپ ﷺ کا انسانوں کو ربّ کی طرف دعوت دینا، سارے غم ساری تکلیفیں برداشت کرنے کے باوجود ایک ہی لگن ہے کہ کسی طرح انسان اللہ تعالیٰ کے وجود کو پہچاننے والے ہوجائیں، کسی طرح انسان اپنے ربّ کے ہوجائیں۔

رسول اللہ ﷺ کی زندگی کا یہی مشن تھا اور اس مشن کی تکمیل کے لئے آپ ﷺ کے اندر جو درد ہے وہ راتوں کو آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو بن کے بہہ نکلتا ہے اور دن میں آپ ﷺ کی movement کی صورت کبھی دارِارقم میں، کبھی شعبِ ابی طالب میں اور کبھی میلوں میں نظر آتا ہے۔ جب آپ ﷺ ایک ایک خیمے میں جاتے تھے، پورے عرصے کے دوران آپ ﷺ کی کیفیت کیا تھی؟ آپ ﷺ کو اس بات کا صدمہ نہیں تھا کہ لوگ آپ ﷺ کو جھٹلاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے بھی اس امر کی گواہی دی:

لَعَلَّکَ بَاخِعٌ نَّفْسَکَ اَلَّا یَکُوْنُوْا مُؤْمِنِیْنَ (الشعراء:3)

”لگتا ہے تم ان کے غم میں گھل گھل کے جان ہی دے ڈالو گے کہ یہ سب لوگ ایمان کیوں نہیں لاتے“۔

اس آیت سے پتہ چلتا ہے کہ آپ ﷺ کو غم کس بات کا ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کو پہچاننے والے، اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق قائم کرنے والے کیوں نہیں بن جاتے؟ دُکھ اس بات کا نہیں کہ یہ سب لوگ مجھے جھٹلاتے ہیں، صدمہ اس بات کا ہے کہ یہ سب لوگ آگ کی طرف دوڑے چلے جارہے ہیں اور میں انہیں بچا نہیں پارہا، انہیں پوری طرح احساس نہیں

دلا پار ہا۔

رسول اللہ ﷺ کی پوری زندگی میں دیکھیں اس جذبے کی گہری چھاپ نظر آتی ہے کہ آپ ﷺ کا اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ گہرا تعلق تھا۔ آپ ﷺ کا توکل، آپ ﷺ کی دُعائیں، آپ ﷺ کی نماز، آپ ﷺ کا ذکر، آپ ﷺ کا صبر، آپ ﷺ کا شکر، آپ ﷺ کا انسانوں کی خدمت کرنا، اپنی پوری زندگی انسانیت کے لئے نمونہ بنا کے رکھ دینا، یہ سب ثابت کرتا کہ آپ ﷺ کی عظیم شخصیت صرف اپنے لئے نہیں تھی، صرف اپنے اہلِ خاندان کے لئے نہیں، صرف اپنے رشتے داروں کے لئے نہیں، صرف اپنے علاقے کے لوگوں کے لئے نہیں، دوست احباب کے لئے نہیں بلکہ خود ربّ العزت نے فرمایا:

وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ (الانبیاء:107)

''ہم نے تو آپ ﷺ کو تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کے بھیجا''۔

رسول اللہ ﷺ کی زندگی کا پہلا پہلو اگر ہم دیکھیں تو آپ ﷺ کی عظیم شخصیت کو جو power مل رہی ہے، جو قوت مل رہی ہے، وہ کہاں سے؟ اللہ تعالیٰ کی ذات سے، اللہ تعالیٰ کے تعلق سے۔ پہلی وحی میں ہی اس کا تذکرہ موجود ہے:

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ (العلق:1)

''پڑھئے اپنے ربّ کے نام سے جس نے پیدا کیا''۔

علم کس کے نام سے؟ اُس کے نام سے جس نے پیدا کیا، جو زندگی عطا کرنے والا ہے، علم دینے والا بھی وہی ہے اور انسان کو علم سکھانے والا بھی وہ ہے لیکن دوسری وحی کے الفاظ کو دیکھیں:

یٰٓاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَاَنْذِرْ (المدثر:1-2)

''اے اوڑھنے لپیٹنے والے! اٹھ کھڑے ہو اور ڈرا دو''۔

اے میرے پیارے بندے! تم کہاں لیٹ گئے؟ تمہیں علم ملا، اب تم rest کرنے لگے؟ علم سکون کے لئے نہیں ملا، دنیا سکون کی جگہ نہیں ہے، اُٹھو اور دیکھو کرنے کا کام کیا ہے؟

فَاَنۡذِرۡ

''پھر لوگوں کو ڈرا دو''۔

انسانیت کو جس نے ربّ کے راستے کی طرف دعوت دینی ہو اس کے لئے ناگزیر ہے کہ وہ اپنی ذات سے نمونہ پیش کرے۔ جب تک اس کی ذات یہ نمونہ پیش نہیں کرتی اس وقت تک کوئی اُس کی بات سننے کے لئے تیار نہیں ہوتا۔ رسول اللہ ﷺ کی ذات کے حسن، آپ ﷺ کے 'عظیم اَخلاق' کے بارے میں خود ربّ العزت نے گواہی دی۔ فرمایا:

وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیۡمٍ (القلم: 4)

''اور آپ ﷺ تو اَخلاق کے بلند مرتبے پر فائز ہیں''۔

رسول اللہ ﷺ کے دور کے لوگ ہیروں کے شناسائی نہ تھے جنہوں نے آپ ﷺ کو تکلیفیں دیں، جنہوں نے آپ ﷺ کو ایذائیں پہنچائیں، جنہوں نے آپ ﷺ کے راستے میں کانٹے بچھائے، جنہوں نے آپ ﷺ کو ایذائیں دینے کی حد کر دی، جنہوں نے آپ ﷺ کے ساتھیوں کو قتل کیا، جنہوں آپ ﷺ کے ساتھیوں کی مُشکیں کسیں، جنہوں نے آپ ﷺ کے ساتھیوں کو یہاں تک کہ آپ ﷺ کو بھی دیس نکالا دیا، جنہوں نے آپ ﷺ کا سوشل بائیکاٹ کیا، جنہوں نے آپ ﷺ کا معاشی بائیکاٹ کیا، جنہوں نے آپ ﷺ کے ساتھ جنگیں کیں، کتنی لمبی مدت لگی اور قبول ہی نہ کیا حالانکہ آپ ﷺ کے اَخلاق کی گواہی تو وہ اس دور میں بھی دے رہے تھے جس دور میں آپ ﷺ نے اللہ کے راستے کی طرف بلایا نہیں تھا۔ یہ وہ دور تھا جس میں آپ ﷺ نے ابھی خود بھی اپنے

ربّ کو پہچانا نہیں تھا۔ قرآنِ حکیم میں آتا ہے اللہ ربّ العزت نے فرمایا:

وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى (الضحیٰ:7)

''آپ ﷺ کو ناواقفِ راہ پایا، پھر آپ ﷺ کی رہنمائی کی''۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کا تعارف کروایا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کی محبت عطا کی۔

اللہ تعالیٰ نے ایمان کا نور عطا فرمایا۔

اللہ تعالیٰ نے خود اپنی ذات سے تعلق سکھایا۔

اللہ تعالیٰ نے خود آپ ﷺ کی تربیت کی۔

اللہ تعالیٰ نے خود آپ ﷺ کو اس مشن پر مامور کیا۔

اللہ تعالیٰ نے خود اس مشن کی تکمیل کے لئے ساری راہیں ہموار کیں۔

اللہ تعالیٰ کا تعلق بنیادی چیز ہے جو ہمیں آپ ﷺ کی شخصیت میں نظر آتا ہے۔ نبوت سے پہلے آپ ﷺ صادق اور امین تھے اور نبوت کے بعد آپ ﷺ کے صدق میں فرق آیا، نہ آپ ﷺ کی امانت میں فرق آیا۔ آپ ﷺ کی حیا کا یہ عالم تھا کہ کنواری لڑکیوں سے بھی زیادہ حیا رکھنے والے تھے، آپ ﷺ کی ذات کے اندر بردباری کتنی زیادہ تھی؟ آپ ﷺ کس طرح دوسروں کی باتوں کو برداشت کرتے تھے حتیٰ کہ کوئی آپ ﷺ کے گلے میں چادر ڈال کے کھینچ رہا ہے کہ لاؤ مالِ غنیمت میں سے ہمیں بھی حصہ دو اور آپ ﷺ سکون میں ہیں، آپ ﷺ اسے سب کچھ دلوا دیتے ہیں۔ پھر پوچھتے ہیں کہ ایسا کیوں کیا؟ اور بدو جواب دیتا ہے اس لئے کہ میں جانتا ہوں کہ آپ ﷺ اس پر reactionary نہیں ہوں گے۔

رسول اللہ ﷺ کو مشن پر جیسے مامور کیا گیا اس کی صورت حال کیسی ہے؟ کیسے آپ

ﷺ نے اپنی ذات سے نمونہ پیش کیا اور آج بھی جس نے محمد رسول اللہ ﷺ کے اُسوہ پر عمل کرنا ہے، اس کیلئے لازم ہے کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ اپنا تعلق مضبوط بنالیں۔اس خُلق کو اپنانے کی کوشش کریں جو محمد ﷺ کا تھا۔آپ ﷺ نے کیسی معتدل زندگی گزاری؟کتنی سادگی والی؟نرم خوئی آپ ﷺ کا خاصا تھا،وہی ذات ہمارے لئے نمونہ ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی زندگی کو ہم دیکھتے ہیں تو ہمیں تیسرا angle نظر آتا ہے آپ ﷺ کے باہمی تعلقات کا۔آپ ﷺ نے خانقاہی زندگی نہیں گزاری۔کتنا آسان ہے سب انسانوں سے کٹ کر انسان کسی ایسے گوشے میں جا چھپے جہاں کسی انسان کا حق ادا نہیں کرنا،نہ کمائی کی فکر ہے،نہ وہاں ساری ذمہ داریاں ہیں،سب سے کٹ کر اللہ کا ہو جانا کتنا آسان ہے!آپ دیکھئے ان افراد کو جو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں اور اس ذکر میں سکون محسوس کرتے ہیں۔مجلس کے تاریک گوشے میں ذکر کرتے ہوئے آپ کو بہت سارے افراد مل سکتے ہیں۔آنکھیں بند کر کے ذکر کرنا بہت آسان ہے۔رسول اللہ ﷺ نے کھلی آنکھوں کے ساتھ ذکر کیا اور پھر آپ ﷺ نے جو کام بھی کیا تمام انسانوں کے بیچ میں رہتے ہوئے کیا۔آپ ﷺ نے بیویوں کا حق کیسے ادا کیا؟''عائشہ رضی اللہ عنہا!اگر اجازت ہو تو اپنے ربّ کی عبادت کرلوں''؟تو بیویاں اور سب کے حقوق ادا ہو رہے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کے ساتھ دل اٹکا ہوا ہے۔

دوستوں کے ساتھ انتہائی محبت ہے لیکن straight forwardly بتاتے ہیں کہ اگر کسی کو خلوتوں کا ساتھی بناتا تو وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہوتے لیکن خلوت کا ساتھی تو اللہ تعالیٰ ہے۔میری دوستی،میرا اصل تعلق تو اسی سے ہے،پھر باقی کیا رہ گیا؟ذمہ داریاں؟اور آپ ﷺ نے ذمہ داریوں کو کیسے پورا کیا؟

آپ ﷺ کو باپ ہونے کی حیثیت سے دیکھیں تو بے مثال باپ، شوہر ہونے کی حیثیت سے دیکھیں تو قابل تقلید شوہر، ساتھی ہونے کی حیثیت میں دیکھیں تو محبت کرنے والے، دُکھ درد میں ساتھ دینے والے اور ہمیشہ حق کے راستے پر جمائے رکھنے والے ساتھی، رشتہ دار ہونے کی حیثیت میں دیکھیں تو آپ ﷺ سے اچھا رشتہ دار اور کون ہو سکتا ہے؟ بنی ہاشم کے فقراء اس امر کے گواہ ہیں کہ محمد ﷺ نے کس طرح ان کی ضروریات کا خیال رکھا؟ اُن کے لئے خمس میں سے حصہ مقرر کیا تاکہ انہیں کسی کے آگے ہاتھ نہ پھیلانے پڑیں۔ آپ ﷺ نے اپنی ہر حیثیت میں اپنے تعلقات کو سب سے اچھا ثابت کیا اور لوگوں کے لئے بھی کیا اُسوہ چھوڑا کہ:

"تم میں سے وہ بہتر ہے جو اپنے گھر والوں کے حق میں بہتر ہے اور میں سب سے زیادہ اپنے گھر والوں کے حق میں بہتر ہوں"۔ (ترمذی:3895)

گھر والوں کے حق میں بہتر وہ نہیں جو گھر میں ہی رہ جائے۔ گھر والوں کے حق میں بہتر ہونا یہ ہے کہ اُن کے پورے حقوق ادا کئے جائیں لیکن صرف گھر والوں کا ہونے کے لئے اللہ تعالیٰ نے نہیں بھیجا، صرف رشتہ داروں کا ہونے کیلئے بھی نہیں بھیجا، صرف مال کمانے کیلئے بھی نہیں بھیجا، صرف دوستوں کے ساتھ تعلقات رکھنے کے لئے بھی نہیں بھیجا، اللہ تعالیٰ نے جس مشن پہ بھیجا اس کا تقاضا ہے کہ باہمی تعلقات کو مضبوط رکھا جائے اور محمد ﷺ نے ان تعلقات کو مضبوط کر کے دکھایا۔

پھر ہم دیکھتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے مشن کا آغاز کس طرح کیا؟ آپ ﷺ نے سب سے پہلے اپنے رشتے داروں کو دعوت دی، کھانے پر بلایا۔ ایک سوکھی پتلی ٹانگوں والا بچہ اٹھ کھڑا ہوا کہ میں آپ ﷺ کے مشن کا ساتھ دوں گا اور سوچئے! اتنا بڑا مشن کہ سارے جہانوں تک اللہ تعالیٰ کے پیغام کو پہنچانا ہے اور کس کی مدد سے؟ ایک سوکھی پتلی

ٹانگوں والے بچے، ایک بیوی، ایک غلام، ایک دوست کی مدد سے۔ چار لوگ، چار ساتھی اور پانچویں خود ہیں لیکن پانچ انگلیاں ہوں تو مٹھی بند ہو جاتی ہے اور مٹھی بند ہو تو مضبوطی آ جاتی ہے۔

رسول اللہ ﷺ جس مقام پر فائز تھے، اس مقام پر رہتے ہوئے سب سے پہلا مقصد یہ تھا کہ انسانوں کو خدا شناس بنا دیں، خدا کے ساتھ ان کا تعلق قائم کر دیں، یہ اللہ تعالیٰ کی ذات کو پہچاننے لگیں، صرف ایک اللہ تعالیٰ کو سوچیں۔ کس طرح رسول اللہ ﷺ تلقین کرتے ہوئے نظر آتے ہیں؟ آپ ﷺ اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرماتے ہیں کہ اگر آپ کا چراغ بجھ جائے تب بھی کہو:

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ (البقرہ:156)

''ہم تو ہیں ہی اللہ تعالیٰ کے اور ہم نے تو اُسی کی طرف لوٹ جانا ہے''۔

یہی زندگی کی حقیقت ہے، یہ سب سے بڑی reality ہے، سب سے سُچا موتی یہی ہے۔ آپ یہ دیکھئے کہ دنیا میں انسان کن کن چیزوں کے چکر میں بھاگتا رہتا ہے اور بالآخر اپنی قبر کے اندر پہنچ جاتا ہے۔ قرآنِ حکیم نے اس صورتحال کی نقشہ کشی کی ہے۔ سورۃ التکاثر میں فرمایا:

اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ (التکاثر:2،1)

''تم لوگوں کو زیادہ سے زیادہ اور ایک دوسرے بڑھ کر دنیا حاصل کرنے کی دھن نے غفلت میں ڈال رکھا ہے یہاں تک کہ (اسی فکر میں) تم لبِ گور پہنچ جاتے ہو''۔

پھر بھی هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ کی بات ختم نہ ہوئی۔ اللہ تعالیٰ کیا چاہتے ہیں؟ انسانوں کو سچائی بتا دیں کہ کسی چیز نے بھی کام نہیں آنا، ایک ہی چیز کام آنے والی ہے اور وہ ہے اللہ تعالیٰ سے

تعلق، اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ محبت اور آپ یہ دیکھئے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس حقیقت کو پایا اور یہ محبت کتنی غالب نظر آتی ہے! آپ ﷺ نے کوہِ صفا پہ چڑھ کے کتنی خوبصورتی سے متعارف [introduce] کروایا! کس طرح موقع تلاش کیا، پیغام دیا اور کیسے سب کو realize کروایا! میں اس واقعے کو آپ کے سامنے ضرور رکھنا چاہتی ہوں۔

رسول اللہ ﷺ کی ذات سے جو اُجالا پھیلا وہ ایسے ہی نہیں پھیلا۔ آپ ﷺ نہ تو ایسے مبلغ تھے، نہ ایسے معلم تھے کہ جن کا کام صرف لفظوں کی تعلیم دینا تھا۔ اللہ کے رسول ﷺ نے کیسے اپنا کام کیا؟ کیسے اپنا پیغام پہنچایا؟ عربوں کے یہاں ایک caution پر سب کے سب جمع ہو جاتے تھے۔ آپ ﷺ نے اس طریقہ کار کو اختیار کیا کہ پھر اس کے بعد کسی کے لئے گنجائش نہ رہ جائے، کوئی پیچھے رہنے والوں میں سے نہ ہو۔ caution کیا تھا؟ یا صباحاہ ''ہائے صبح کا خطرہ''۔ رات کے آخری پہر میں غارت گرانہ حملے ہوتے تھے اور جب کبھی کوئی کہتا یا صباحاہ تو کوئی تصدیق نہیں کرتا تھا کہ کہاں جانا ہے؟ ہر کوئی آواز کی سمت دوڑ نکلتا تھا کہ جائیں، دیکھیں اور دشمن سے بچ سکیں۔ اس دور کے لوگوں کو دشمن سے بچاؤ کا کس قدر احساس تھا!

رسول اللہ ﷺ نے جب یہ الفاظ کہے تھے ''ہائے صبح کا خطرہ'' تو ہر کوئی پہنچا، جو خود نہیں آیا اپنی جگہ کسی اور کو بھجوایا، سب اکٹھے ہو گئے اور آپ ﷺ کوہِ صفا پر موجود ہیں اور realize کراتے ہیں کہ میں کون ہوں؟ انداز کیسا ہے؟

''اگر میں آپ سے کہوں کہ کوہِ صفا کی دوسری طرف سے کوئی لشکر حملہ آور ہونے کو ہے تو کیا میری بات کا یقین کرو گے''؟

سب نے کہا کیوں نہیں! آپ ﷺ صادق ہیں، آپ ﷺ جیسا سچا تو کوئی ہے نہیں، آپ ﷺ کی امانت پہ ہمیں بھروسہ ہے، آپ ﷺ جو بات کہیں گے بالکل سچ

کہیں گے۔

اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو ہی رسول مقرر[depute] کرتا ہے۔اللہ تعالیٰ نے جتنے رسولوں کی تعریف کی اسی صدق کی وجہ سے، مثلاً حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی تعریف کی تو فرمایا:

اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا (مریم:41)

''یقیناً وہ اللہ تعالیٰ کے سچے نبی تھے''۔

پہلی بات کیا ہے؟ سچائی۔ جو محمد ﷺ کے راستے پہ آنا چاہتا ہے، اسے کیا کرنا ہے؟ کہ اللہ تعالیٰ سے تعلق بنائے اور سچا کھرا انسان ہو جائے۔

اب آپ دیکھیے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے اچھی طرح یقین دہانی کرالی کہ اب یہ لوگ میرا پیغام سن لیں گے، تب آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ یہ بت آپ کے کسی کام آنے والے نہیں، ہمیں اُس ایک خالق نے پیدا کیا اور ہم نے لوٹ کے اُسی کی طرف جانا ہے۔ آپ ﷺ کے ان الفاظ کی وجہ سے ابولہب کتنا جز بز ہوا؟ اُس نے کہا:

''تمہارے ہاتھ ٹوٹ جائیں تم نے ہمیں اسی لئے بلایا تھا!'' (صحیح بخاری:4972)

رسول اللہ ﷺ نے اپنی طرف سے پورے اقدامات کیئے، caution کیسا استعمال کیا! سب کو realize کرایا کہ میں کیسا آدمی ہوں لیکن اس کے باوجود مخالفت ہوئی۔ یہ حق کی دعوت کا خاصہ ہے کہ کبھی سو فیصد لوگ قبول نہیں کرتے۔ جب بھی حق کی دعوت دی جاتی ہے تو لوگ اسی طرح کا رویہ اختیار کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے صرف تبلیغ پر ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ آپ ﷺ نے اس کے لیے باقاعدہ تعلیم دی کیونکہ اللہ تعالیٰ کا حکم تھا۔ آپ ﷺ کی عظیم شخصیت میں، عظیم منصب میں ہم دیکھتے ہیں کہ سب سے نمایاں چیز جو نظر آتی ہے وہ کیا ہے؟ کہ آپ ﷺ نے انسانوں کو رب شناس بنایا۔ کیسے؟ ربّ العزت نے فرمایا:

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ

''اللہ تعالیٰ نے مومنوں پر احسان کیا کہ اُن میں اُنہی میں سے رسول مبعوث کیا''۔

رسول کون ہے؟ پیامبر[Messenger] جو پیغام لے کر آیا۔ کس کا؟ اللہ تعالیٰ کا، مالک کا، خالق کا، وہ جو ہماری جان کا مالک ہے اس کا پیغام لے کر آیا اور پیغام کیا ہے؟ رسول کیا کرتا ہے؟

يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ

''اللہ تعالیٰ کی آیات کو تلاوت کر کے سناتا ہے''۔

رسول اللہ ﷺ نے پوری زندگی اس مشن کو جاری رکھا۔

وَيُزَكِّيْهِمْ

''ان کے نفوس کا تزکیہ کرتا ہے، انہیں برائیوں سے پاک کرتا ہے''۔

وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ (آلِ عمران: 164)

''انہیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے''۔

تعلیم کا یہ سلسلہ رسول اللہ ﷺ نے کیسے جاری رکھا؟ آپ ﷺ کی زندگی میں ہمارے لئے نمونہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی دعوت محض Causual نہیں تھی، آپ ﷺ دعوت دیتے تھے اور لوگوں کو ایک دائرے کے اندر لے کر آتے تھے کہ تم تلاوت ایک بار نہیں سنو گے زندگی بھر سنتے رہو گے، تعلیم ایک بار کی نہیں زندگی بھر کی، تزکیہ ایک بار کا نہیں ساری زندگی کا، ساری زندگی پاکی اختیار کرنے کی ضرورت ہے اس لئے ایک فورم پر اکٹھے ہو جاؤ۔ اللہ تعالیٰ نے یہ حکم دیا:

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا (آلِ عمران: 103)

''اللہ تعالیٰ کی رسی کو سب مل کر مضبوطی سے تھام لو اور باہم متفرق نہیں ہونا''۔

اجتماعی تزکیے کے حصول کے لیے جس دل کے اندر رب کی اتنی محبت پیدا ہو جاتی، اس کو اس مرکز کے تحت لے آتے۔ پھر یہ سارے لوگ اکٹھے رہتے۔ کیسے؟ دن بھر اکٹھے رہتے اور رات کو گھروں کو لوٹ جاتے لیکن اگلے دن پھر اللہ کے رسول ﷺ کے پاس آ جاتے، نئی وحی سنتے، اللہ تعالیٰ کے الفاظ سیکھتے، ان کو سمجھتے، ان کو آپس میں ڈسکس کرتے، جو ذمہ داریاں [duties] اللہ کے رسول ﷺ لگاتے ان کو ادا کرتے۔

ہم دیکھتے ہیں مکہ میں آپ ﷺ نے دابۃ الحجر اور دارِ ارقم میں تعلیم دی، مسجدِ ابی بکر رضی اللہ عنہ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اور بیتِ فاطمہ بنت خطاب رضی اللہ عنہا میں حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ نے یہ سلسلہ جاری رکھا، کبھی casually اس طرح کہ حج کے دنوں میں آپ ﷺ خیموں کے اندر جا کر تبلیغ کرتے تھے اور کبھی مکہ سے باہر جا کر، جیسے طائف گئے، جیسے مدینہ کے لوگ مکہ میں آئے، ان کو بھی آپ ﷺ تعلیم دیتے رہے۔ تیرہ [13] برس تک آپ ﷺ نے یہ سلسلہ جاری رکھا اور تیرہ برس بعد جب مدینہ پہنچے تو باقاعدہ تعلیمی سلسلے کا آغاز ہوا۔

ہم دیکھتے ہیں اس سلسلے کی پہلے سے کچھ کڑیاں موجود تھیں جیسے مدرسۂ اسعد بن زُرارہ، مسجد بنی زُریق میں بھی مدرسہ قائم تھا، اسی طرح مدرسۂ قبا موجود تھا، گھر گھر مدارس موجود تھے، مسجدِ نبوی ﷺ میں صفہ کا چبوترہ تھا جہاں سارے صحابہ رضی اللہ عنہم آتے تھے، دور دور کے علاقوں والے بھی آتے، سب کو پتہ تھا کہ اگر اللہ تعالیٰ کے قریب ہونا ہے تو اللہ کے رسول ﷺ سے اللہ تعالیٰ کا کلام سیکھنا ہو گا۔ لہٰذا سب اپنے اپنے گھروں سے ہجرت کر کے آئے، اس مقصد کے لیے اکٹھے ہوئے، علم سیکھا اور علم سکھانے کے لیے اپنی اپنی جگہ مصروف ہو گئے۔

رسول اللہ ﷺ کے ساتھی برس ہا برس تک آپ ﷺ کے ساتھ رہے۔ آپ ﷺ نے سارے ساتھیوں کو قرآن سکھانے کے لیے depute نہیں کیا اس لیے کہ مرکزیت قائم

رکھنا مطلوب تھی۔ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے پیغام کو سناتے تھے، سکھاتے تھے اور آپ ﷺ نے خواتین کی تعلیم کے لیے، بزرگوں کی تعلیم کے لیے، مقامی اور باہر کے بچوں کی تعلیم کے لیے علیحدہ علیحدہ انتظام کیا۔ آج دنیا نعرہ لگاتی ہے Education For All، دراصل یہ نعرہ محمد رسول اللہ ﷺ سے مستعار لیا ہوا ہے کہ تعلیم سب کے لیے ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ (سنن ابن ماجہ: 224)

''علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے''۔

ہر ایک کا فریضہ ہے خواہ مرد ہوں یا عورتیں، بچے ہوں یا بوڑھے یا جوان، جیسے زندگی میں اپنے باقی فرائض ادا کرتے ہیں، ایسے ہی علم کا حصول بھی فریضہ ہے۔ باقی علوم کا حاصل کرنا optional ہے کہ اپنی صلاحیت کے مطابق chose کرلیں لیکن اللہ تعالیٰ کے دین کی تعلیم حاصل کرنا ہر ایک کے لیے فریضہ ہے۔

تعلیم کے حوالے سے خاص بات ہے تزکیۂ نفس۔ اکیلے بیٹھ کے یا اپنے جیسے لوگوں سے سیکھ کر تزکیۂ نفس نہیں ہوسکتا۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ سب مرکز میں اکٹھے ہوں اور وہاں ان کی تعلیم و تربیت کے لیے باقاعدہ اہتمام کیا جائے۔ اس حوالے سے ہمیں محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات میں بہترین نمونہ نظر آتا ہے۔ آپ ﷺ نے کس طرح سب لوگوں کے لیے تعلیم و تزکیہ کا انتظام کیا۔ آپ ﷺ ایک بہترین منتظم ہیں اور اسلام دین و دنیا کی دوئی کا تصور نہیں دیتا، اسلام دین اور دنیا کو ایک ہی قرار دیتا ہے۔ کیسے؟ کہ دنیا گزرگاہ ہے اور دین گزرنے کا راستہ بتاتا ہے کہ آپ نے گزرنا کیسے ہے؟ دین کیا ہے؟ Instruction Manual ہے یعنی قرآن اور سنت، اللہ کے حبیب ﷺ کے کام اور ان کی سنت پر مبنی ہے۔ اس اعتبار سے ہم دیکھتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے نہ صرف یہ کہ تعلیم دی بلکہ آگے بڑھ کر پورے معاشرے کی کایا پلٹنے کے لیے معاشرتی زندگی کی اصلاح کی اور معاشی اُصول

دیئے۔ خود اپنی معیشت سے ان کے لیے مثال set کی اور سیاسی نظام کی اصلاح کی، قانون دیا، ضابطے دیئے۔ مدنی سوسائٹی میں صرف مدینہ کے لوگوں کے لیے نہیں، صرف عرب کے لوگوں کے لیے بھی نہیں، پوری دنیا کے انسانوں کے لیے جس نے دعوت دینا تھی، اس نے باہر کے لوگوں کے لیے بھی کیسا انتظام کیا! آپ ﷺ کی ذات کو جب ہم دیکھتے ہیں تو عظیم منتظم کے روپ میں ہمیں مسائل کا حل نظر آتا ہے اور ہمیں پتہ چلتا ہے کہ اسلام کا تصور کتنا وسیع ہے کہ اسلام صرف حج کرنے کا، روزہ رکھنے کا، زکوۃ دینے کا، نمازیں پڑھنے کا نام نہیں ہے بلکہ اسلام غالب ہونے کا نام ہے۔

اسی طرح ہم محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات کو دیکھتے ہیں تو جو نمایاں خصوصیت ہمیں نظر آتی ہے وہ آپ ﷺ کی ذات کے توسط سے اللہ تعالیٰ کے نام اور اللہ تعالیٰ کی تعلیمات کا بلند ہونا ہے۔ آپ ﷺ کی ذات سے اُجالا پھیلا۔ ربّ العزت نے آپ ﷺ کو سراجاً منیرا یعنی روشن چراغ کہا۔ کیسا اُسوہ ہے آپ ﷺ کا جیسے روشن چراغ ہو۔ کوئی کسی بھی علاقے میں بیٹھا ہے، کسی بھی دور میں بیٹھا ہے، کسی بھی انداز میں بیٹھا ہے، خاتون ہے یا مرد، سب کے لیے ایک ہی ہستی نمونہ ہے۔ اللہ ربّ العزت نے فرمایا:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (الاحزاب:21)

''بے شک تمہارے لیے رسول اللہ ﷺ کی ہستی میں بہترین نمونہ ہے''۔

آج ہم دیکھتے ہیں کہ رسول ﷺ کی ذات تو ہمارے درمیان موجود نہیں ہے لیکن آپ ﷺ کی جیتی جاگتی زندگی حدیث اور سیرت کی کتابوں کے اندر موجود ہے۔ ہم اگر اس زندگی کے ساتھ ایسا تعلق قائم کرنا چاہتے ہیں کہ جو آپ ﷺ نے کیا وہ اپنی زندگی میں لے آئیں تو آپ ﷺ کی زندگی بھی زندہ ہو جائے گی، آپ ﷺ کا مشن زندہ ہو جائے گا اور اسی طرح ہم دیکھتے ہیں کہ آپ ﷺ کا اُسوہ تو ہمارے پاس ہے اور کیسے ہمارے

پاس پہنچا؟ لوگوں کی کیسی کاوشیں ہیں! میں ان کاوشوں کو اس وقت آپ کے سامنے رکھنا چاہتی ہوں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے دُعا کی صورت میں خوشخبری دی تھی:

''اللہ اس کے چہرے کو روشن کر دے جس نے میری حدیث کو سنا، اُسے یاد رکھا اور دوسروں تک پہنچایا''۔ (ترمذی: 2658)

یہ ذمہ داری ہے۔ آپ ﷺ کی باتیں صرف سننے کی نہیں، سمجھنے کی بھی ہیں، عمل کرنے کی بھی ہیں اور دوسروں تک پہنچانے کی بھی ہیں۔ خود عمل کرنے کی اور دوسروں کی عملی زندگی میں لانے کی اور اگر آپ اپنی اپنی جگہ بیٹھ کر یہ انقلاب لانا چاہیں تو جزوی طور پر تبدیلی تو آئے گی لیکن یہ تبدیلی زیادہ عرصہ تک نہیں رہے گی، اس کے لیے اجتماعی زندگی کی ضرورت ہے۔

محمد رسول اللہ ﷺ نے گھر کے اندر رہتے ہوئے اپنے گھر والوں کی اصلاح کی تھی لیکن پوری سوسائٹی کے اندر انقلاب لانے کی بھی کوشش کی تھی۔ جب تک پوری سوسائٹی کا نقشہ نہ بدلے، چند افراد بھی اس پر قائم نہیں رہ سکتے۔ آپ ﷺ کی ذات کا یہ حق ہے جبکہ یہ ہمارا فریضہ ہے کہ ہم آپ ﷺ کے اُسوہ کو نہ صرف اپنالیں بلکہ دل میں بٹھالیں۔ آپ ﷺ کی زندگی کو اس طرح اپنے ذہن میں بٹھالیں کہ آپ ﷺ کی ایک ایک ادا، ایک ایک نقش سے محبت کرنے لگیں کیونکہ آپ ﷺ نے ہمیں ہمارے ربّ سے متعارف کروایا اور پھر کیوں نہ ایسا کریں؟ اللہ کے رسول ﷺ نے خود بتایا کہ یہی دین کا طریقہ ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''تم میں سے کوئی اس وقت تک ایمان والا نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اسے اس کے والدین، اس کی اولاد اور ساری دنیا کے انسانوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں''۔ (بخاری: 15)

ایک اور روایت بھی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جس میں یہ الفاظ فرق ہیں:

”جب تک کہ میں اس کو اس کے مال سے بھی زیادہ عزیز نہ ہو جاؤں“۔

ساری دنیا کی محبتیں جب تک اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت سے نیچے نہیں چلی جاتیں، اس وقت تک کوئی ایمان والا نہیں ہو سکتا۔ ایک چیز تو ہمیں نظر آتی ہے اور وہ ہے اللہ تعالیٰ کی محبت لیکن اللہ کے رسول ﷺ کی محبت کیوں؟ اگر رسول نہ ہوتے تو ہم کیا ہوتے؟ صرف عقل کے توسط سے ہمیں علم ہی نہ ہوتا، ہم اندھیروں میں ٹھوکریں کھانے کے لیے آزاد پھر رہے ہوتے اور کوئی راستہ دکھانے والا نہ ہوتا۔ جو راستہ دکھائے وہ تو محسن ہے۔

اور وہ کتنا بڑا محسن ہے؟

جس نے راستہ دکھایا۔

جس نے ذہن کو تاریکیوں میں بھٹکنے سے بچایا۔

جس نے قلب کے اندر اللہ تعالیٰ کی یاد کو بٹھانا سکھایا۔

جس نے اللہ تعالیٰ کی محبت کو دل و دماغ میں بٹھانا سکھایا۔

اس ذات کے ہم پر کتنے احسانات ہیں!

اس نے اللہ تعالیٰ سے تعلق قائم کروایا۔

اس نے زندگی کی اصل حقیقت سے آشنا کروایا۔

اس نے ہمیں اللہ تعالیٰ کی محبت میں نمازیں ادا کرنا سکھایا۔

اور ربّ کی محبت کو محسوس کرنا سکھایا۔

اس کی ذات نے ہمیں محبت کو محسوس کرنے کا ایک اور انداز سکھایا۔ مثلاً روزے میں انسان بھوکا اور پیاسا ہو، ساری نعمتیں کھانے کے لیے موجود ہوں اور کوئی بھی نہ دیکھ رہا ہو،

کیسا احساس ہے؟ کہ کوئی نہ دیکھے اللہ تعالیٰ دیکھتا ہے۔ یہ احساس اُجاگر کرنے والا کون ہے؟ کس نے یہ سب کچھ کر کے دکھایا؟ کس نے ہمیں اپنے ربّ سے روشناس کروایا؟

آپ دیکھیں کہ اہلِ مکہ نے تو اپنی نادانی میں مطالبہ کیا تھا کہ ہمارے پاس لکھی لکھائی کتاب کیوں نہیں آجاتی؟ اگر ہمارے پاس ایسی کوئی کتاب آجائے تو ہم اس پر عمل کرلیں لیکن لکھی لکھائی کتاب سے زندگیاں بدلنا ممکن نہیں تھا۔ اسی لئے ربّ العزت نے فرمایا:

قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ (آلِ عمران:31)

"کہہ دیجئے! اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو میری اتباع کرو اللہ تعالیٰ بھی تم سے محبت کرے گا"۔

کسی بھی کام میں رسول اللہ ﷺ کے آگے نہیں بلکہ پیچھے رہنا ہے۔ کیوں؟ کہ آپ ﷺ ہی تو ورلڈ لیڈر ہیں، آپ ﷺ ہی تو انسانیت کے رہنما ہیں، آپ ﷺ محسن انسانیت ہیں لہٰذا محسنِ انسانیت ﷺ کی اتباع کرنا ہے۔ اسی لیے اللہ ربّ العزت نے مطالبہ کیا کہ ان کی اتباع کرو، ان کے پیچھے چلو۔ ان کے foot steps کو follow کرو۔ پھر کیا ہوگا؟ اللہ تعالیٰ تب تم سے محبت کرے گا، تم اللہ تعالیٰ کو محبوب ہو سکتے ہو۔ پھر کیوں نہ ان کی ذات کو محبوب رکھیں کہ جنہوں نے ہمیں جینے کا ڈھنگ سکھایا، جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی پوری تعلیمات پر عمل کر کے دکھایا۔

میدانِ عرفات میں محمد رسول اللہ ﷺ نے انسانیت کے نام پیغام دینے کے بعد سب سے یہ پوچھا تھا:

اَلَا ھَلْ بَلَّغْتُ ؟

"کیا میں نے پہنچا دیا؟" میں نے اللہ تعالیٰ کا پیغام تم سب پر واضح کر دیا؟ اور سب نے بیک وقت جواب دیا تھا: "ہاں اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ ﷺ نے پہنچا دیا"۔

اس وقت آپ ﷺ نے سارے انسانوں اور اللہ تعالیٰ کو اس پر گواہ کیا۔ یہ کیسی گواہی ہے؟ نرالی گواہی کہ ''اے اللہ! تو گواہ رہنا۔'' (بخاری:105)

محسنِ انسانیت ﷺ سے محبت تو ہمیں بھی ہے، مسلمان تو ہم بھی ہیں، مشن تو ہمارا بھی وہی ہے، یہ بتائیے کہ ہمارے اوپر کون گواہی دے گا کہ ہم نے اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچا دیا؟ کیا ہمارے لئے یہ گواہی ہمارا نفس دے سکتا ہے؟ کیا ہمارے ماں باپ، بہن بھائی، اولاد، دوست، رشتہ دار، ہمسائے، سوسائٹی کے افراد گواہی دے سکتے ہیں؟ اور اللہ تعالیٰ نے گواہی کہاں تک لینی ہے؟ پوری دنیا کے لوگوں سے کہ اس پیغام کو پہنچایا تھا یا نہیں؟ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ (آلِ عمران:110)

''تم وہ بہترین گروہ ہو جسے انسانوں کے لیے مبعوث کیا گیا ہے''۔

اُخْرِجَتْ نکالا گیا ہے، بٹھایا نہیں گیا کہ سب اپنے اپنے گھروں میں سکون کے ساتھ بیٹھ جاؤ۔ اُخْرِجَتْ سے مراد ہے کہ خود سے نہیں نکلے بلکہ نکالے گئے ہیں، خود نہیں اُٹھے بلکہ اُٹھائے گئے ہیں اور آپ دیکھئے کہ زندگی میں دو طرح کے معاملات ہوتے ہیں: کبھی ایسا ہوتا ہے کہ گھر میں کوئی مہمان آئے اور خود سے بن بلائے آ جائے اور بے وقت آئے۔ پھر کیا ہوتا ہے؟ اُس کی ایک ایک بات چبھتی ہے اور اگر وہ آ کر بہت وقت لگائے اور اس کی وجہ سے کوئی نقصان بھی ہو جائے تو دل پر بوجھ بنتا ہے لیکن اگر کسی کو ہم محبت سے، بڑے چاؤ سے اپنے پاس بلائیں اور پھر وہ آ جائے اور اگر اس سے کوئی نقصان بھی ہو جائے تو ہم کہتے ہیں کہ کوئی بات نہیں، پھر کیا ہوا، اس لئے کہ دل کی چاہت ہے۔ اُمتِ مسلمہ بھی رب کی چاہت ہے، اس اُمت کو ربّ نے خود اٹھایا ہے کہ آپ آ جاؤ:

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ (آلِ عمران:110)

''تم وہ بہترین گروہ ہو جسے لوگوں کے لئے نکالا گیا ہے''۔

تم میرے محمد ﷺ کی اُمت میں سے ہو، تمہارے پاس میں نے محمد ﷺ کو بھیجا، تمہارے پاس آخری پیغام ہے۔ اب تم نے کیا کرنا ہے؟ تم نے اسی طرح لوگوں کو میرا بنا دینا ہے جیسے محمد رسول اللہ ﷺ نے بنایا۔ تم نے بس ایک کام کرنا ہے:

تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (آل عمران:110)

''تم لوگوں کو نیکی کا حکم دو اور برائی سے روکو''۔

نیکی کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ پر ایمان۔

نیکی کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ کی اطاعت۔

اگر ہم ہر چیز کے اندر سے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کو، اللہ تعالیٰ کی یاد کو نکال دیں تو نیکی نہیں رہتی۔ مثلاً نبی ﷺ نے فرمایا:

مَنْ صَلّٰی یُرَائِیْ فَقَدْ اَشْرَکَ

''جس نے دکھاوے کی نماز پڑھی اس نے شرک کیا''۔

یعنی جس کی نماز میں اللہ تعالیٰ کی یاد نہیں ہے، اللہ کے رسول ﷺ فرماتے ہیں کہ اس نے شرک کیا۔

مَنْ صَامَ یُرَائِیْ فَقَدْ اَشْرَکَ

''جس نے دکھاوے کا روزہ رکھا اس نے شرک کیا''۔

اس لئے کہ اس روزے میں اللہ تعالیٰ نہیں ہے، یہ اللہ تعالیٰ کی خاطر نہیں ہے، کسی اور کی خاطر ہے۔

مَنْ تَصَدَّقَ یُرَائِیْ فَقَدْ اَشْرَکَ (مسند احمد، الترغیب والترتیب حدیث:43)

''جس نے دکھاوے کا صدقہ کیا اس نے شرک کیا''۔

صدقہ ہے جس میں مال بھی لگ گیا، پہنچ بھی گیا لیکن اللہ تعالیٰ نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ نہیں تو کچھ بھی نہیں، کوئی عمل نہیں، نیکی میں سے للہ کو نکال دیں باقی کچھ بھی نہیں۔

ہمیں یہ پتہ چلتا ہے کہ اصل دعوت اللہ تعالیٰ کی ذات کی دعوت ہے۔ صرف ایک نقطہ کہ اللہ تعالیٰ کے ہو جائیں۔ دورہ بخاری کے دوران آپ نے ایک اہم (message) ضرور نوٹ کیا ہوگا، صرف ایک بات کی دعوت تھی کہ اللہ تعالیٰ کے ہو جائیں، ہر کام اللہ تعالیٰ کے لیے کریں اور اللہ تعالیٰ مومن کی زندگی کا یہ مشن بتاتا ہے، ربّ العزت نے فرمایا:

قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْيَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ (الانعام:162)

''کہہ دیجئے کہ میری نماز، میرے تمام مراسمِ عبودیت، میرا جینا اور میرا مرنا سب اللہ ربّ العالمین کے لیے ہے''۔

یہ محمد رسول اللہ ﷺ ہیں جنہوں نے انسانیت کا ربّ سے direct رابطہ کروا دیا کہ سب اللہ تعالیٰ سے براہِ راست مل سکتے ہیں چاہے ابھی مل لیں، یہاں بیٹھے بیٹھے دل میں پکاریں اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق قائم ہو جائے گا، کسی سہارے کی ضرورت نہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے کلام میں خود فرماتے ہیں:

اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ (البقرہ:186)

''جب بھی پکارنے والا مجھے پکارتا ہے تو میں پکار کا جواب دیتا ہوں''۔

جب بھی، جہاں بھی، لیٹے ہوئے، کھڑے ہوئے، بیٹھے ہوئے، تنہائی میں، لوگوں کے بیچ میں، بھری محفل میں، کیا ایسا تعلق کسی اور کے ساتھ جڑتا ہے؟ اکثر لوگ اپنے پاس موبائل رکھتے ہیں جس سے رابطہ ہوتا ہے لیکن پتہ لگتا ہے کہ رابطہ منقطع ہونے کی وجہ سے آپس کے رابطے ٹوٹ گئے۔ اللہ تعالیٰ کا رابطہ کیسا ہے؟ سب کے رابطے بھی قائم ہیں اور اپنا رابطہ بھی قائم ہے، کسی کو ڈسٹرب نہیں کیا۔ کیسا رابطہ ہے! کیسا تعلق ہے اللہ تعالیٰ کی ذات

کے ساتھ!

محسنِ انسانیت ﷺ کا یہ سب سے بڑا احسان ہے کہ انہوں نے ہمیں ہمارے خدا سے ملا دیا، ہم اُس سے بچھڑے ہوئے تھے۔ محسنِ انسانیت ﷺ کی زندگی میں ہمیں کیا چیز نظر آتی ہے؟ ''عائشہ رضی اللہ عنہا! اگر اجازت ہو تو اپنے ربّ کی عبادت کرلوں''؟ اور عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے جواب دیا کہ مجھے آپ ﷺ کی رضا بھی عزیز ہے اور آپ ﷺ کا قرب بھی، میں کچھ نہیں کہوں گی، خاموش رہوں گی تو اس پر اللہ کے رسول ﷺ اٹھے، وضو کیا اور طویل قیام کیا، طویل رکوع، طویل سجدہ اور آپ یہ دیکھئے کہ بیوی کے پاس سے اُٹھ کر جانے والا شخص بھول گیا کہ کہاں ہوں؟ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کیسا تعلق ہے! اتنا روئے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ داڑھی بھیگ گئی، سینہ بھیگ گیا، رکوع میں گئے تو زمین بھیگ گئی، سجدے کئے، سینے سے ہنڈیا کے اُبلنے کی سی آواز آتی رہی۔ یہ محمد رسول اللہ ﷺ ہیں، وہ بات کہتے ہیں جو کر کے دکھاتے ہیں، خود اپنا تعلق ہے اس لئے دوسروں کا تعلق بھی جوڑ رہے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کا ہماری ذات پر سب سے بڑا احسان کیا ہے؟ ہم انہیں کیوں کہتے ہیں کہ میرا پیغمبر ﷺ عظیم تر ہے؟ انہوں نے پیغام دیا، عظیم پیغام کہ اللہ تعالیٰ کے ہو جاؤ! اللہ تعالیٰ کے مددگار بن جاؤ! اللہ تعالیٰ کی طرف جانا ہے اور کتنی سادہ سی بات ہے کہ ایک اللہ تعالیٰ کے ہو جاؤ! آپ اپنے دل کے اندر سے اللہ تعالیٰ کو پکار کر دیکھیں! آپ کے اندر تک یہ لفظ اترے گا، اس ایک لفظ سے تسکین ملے گی اور یہ لفظ پوری زندگی کا گھیراؤ کر لیتا ہے۔ یہ لفظ انسان مصیبت میں پکارے یا خوشی میں، بات یہ ہے کہ جس کو زندگی میں ربّ مل گیا اُسے سب کچھ مل گیا اور جس کو اللہ تعالیٰ نہ ملا، اس کی نمازیں، اس کے روزے، اس کے سجدے، اس کے صدقے، اس کا سب کچھ برباد چلا گیا۔ اس لئے کہ سب کی قدر و قیمت

[value] اللہ تعالیٰ کے تعلق کے ساتھ ہے ورنہ کٹی پتنگ کی کیا قدر و قیمت ہوتی ہے؟ کٹی کٹی نیکیوں کی بھی کوئی قدر و قیمت نہیں ہے۔ پھر کیوں نہ محبت کریں اس ہستی سے جس نے ہمیں ہمارے خدا سے ملا دیا۔

محسنِ انسانیت ﷺ کے حوالے سے اب ہم اس بشارت کو دیکھتے ہیں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دی کہ میرے مشن کو کون مکمل کرے گا؟

وَمُبَشِّرًام بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْم بَعْدِي اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ ط

”اور بشارت دینے والا ہوں ایک رسول کی جو میرے بعد آئے گا جس کا نام احمد ہوگا“۔

احمد وہ جو سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی تعریف کرنے والا ہے لیکن اُس کے آنے پر کیا ہوا؟ ہر دور میں ہوتا یونہی ہے۔ بات صرف اس دور کی نہیں، نہ مکہ کی، نہ مدینہ کی، نہ رسول اللہ ﷺ کی حیات کی، نوٹ کیجئے گا، ربّ العزت فرماتے ہیں:

فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ (6)

”مگر جب وہ ان کے پاس کھلی نشانیاں لے کر آیا تو انہوں نے کہا کہ یہ تو صریح دھوکہ ہے“۔

کس نے کہا؟ مکہ والوں نے، پھر کس نے کہا؟ مدینہ والوں نے۔ یہ کون تھے؟ یہودی اور عیسائی، جو نہ ماننا چاہے ہمیشہ اس کا رویہ blaming ہی ہوتا ہے، وہ الزام لگاتا ہے کہ تم میں خرابی [fault] ہے، میرے اندر تبدیلی نہیں آرہی تو قصور تمہارا ہے، گویا اپنا تو قصور ہے ہی نہیں۔ ہر دور میں بری الزمہ ہونے کے لیے کیسا گھٹیا طریقہ استعمال کیا جاتا ہے! اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ دیکھو!

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُوَ يُدْعٰٓى اِلَى الْاِسْلَامِ ط

”کون بڑا ظالم ہے اس شخص سے جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹے بہتان باندھے حالانکہ اُسے اسلام کی دعوت دی جارہی ہے“؟

یعنی دیکھو تو سہی کہ دعوت تو اسلام کی دی جائے اور بہانے کیسے بنائے؟ کہ یہ دراصل فلاں فرقے کی دعوت ہے، فلاں مسلک کی دعوت ہے۔

آپ یہ دیکھیں کہ جس دور میں رسول اللہ ﷺ مدینہ میں تھے، سینکڑوں کلومیٹر سے لوگ صرف ایک بار نہیں آتے تھے بلکہ ہمیشہ کے لیے آجاتے تھے۔ گھر بار چھوڑ کر، ہر چیز چھوڑ کر کیوں آتے تھے؟ انہیں پتہ تھا کہ اللہ تعالیٰ تک رسول اللہ ﷺ کے بغیر نہیں پہنچ سکتے۔ آپ ﷺ کی اصل حیثیت کا اندازہ تھا کہ وہی اللہ تعالیٰ سے ملانے والے ہیں، اللہ تعالیٰ کے پیامبر ہیں، اللہ تعالیٰ کا پیغام لے کر آئے کہ اللہ تعالیٰ کے ہو جاؤ، تمہیں اللہ تعالیٰ کے پاس جانا ہے۔ پیغمبر تو اسلام کی بات لے کر آئے جو سلامتی کا پیغام ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف آجاؤ اور جو انکار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ (۷)

”اللہ تعالیٰ تو ظالموں کو ہدایت نہیں دیتا“۔

ہدایت کیوں نہیں ملتی؟ خود انکار کر دیتے ہیں، خود قبول نہیں کرتے۔ ہدایت کی دعوت تو آج بھی ہے، رہنمائی کی دعوت تو آج بھی ہے لیکن ہمیں اس کے مقابلے میں گھر مصروفیات، جاب عزیز ہے اور اللہ تعالیٰ کا کلام کتنا عزیز ہے؟ کہتے ہیں کہ گھر بیٹھے مل جائے۔ ہم کہتے ہیں کہ اللہ کے حبیب ﷺ کا کلام گھر بیٹھے اگر میرا موڈ ہوا تو سن لیں گے اور عام طور پر ہوتا یہ ہے کہ اگر کسی کے گھر میں بھی اللہ تعالیٰ کا کلام سنایا جارہا ہے تو عموماً دیکھا یہ جاتا ہے کہ پھر بھی لوگ اس پہ توجہ کرنے کی بجائے ادھر ادھر پھر رہے ہیں، یوں اللہ تعالیٰ کی رحمت اٹھالی جاتی ہے۔ یہ محرومی ہی تو ہے، اور کیا ہے؟ حالانکہ اسلام کی دعوت کا

جواب کیا ہونا چاہیے؟ کہ سرِ تسلیم خم ہے، ہم جھک گئے، ہم نے مان لیا۔ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں جب کبھی اسلام کی دعوت دی جاتی تھی تو صحابہ رضی اللہ عنہم کیا کہتے تھے؟

سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا

''ہم نے سنا اور ہم نے فرمانبرداری کی''۔

وہ ایک پکار [call] پر اکٹھے ہو جاتے تھے۔ سب مل کر کیا کرتے تھے؟ وہ کیا کوئی سر پھرے لوگ تھے؟ وہ اس دین کو سیکھتے تھے، اس کو سمجھتے تھے کہ اس دین کی ذمہ داریوں کو پورا کرنے کے لیے ہمارے ذمہ کیا کام ہے؟ ہم نے کیا کرنا ہے؟ اللہ کے رسول ﷺ مختلف افراد کو مختلف جگہوں پر depute کرتے تھے۔ اللہ رب العزت نے فرمایا:

يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ (8)

''یہ لوگ اپنے منہ کی پھونکوں سے اللہ تعالیٰ کے نور کو بجھانا چاہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا فیصلہ یہ ہے کہ وہ اپنے نور کو پھیلا کر رہے گا خواہ کافروں کو یہ کتنا ہی ناگوار ہو''۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ دیکھو! کیسی عجیب بات ہے! مثلاً اگر سورج کی طرف منہ کر کے پھونک مارنا چاہیں تو کیا سورج کی روشنی ختم ہوگی؟ پھونک سے روشنی ختم نہیں ہو جائے گی۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ دیکھو اسلام اللہ تعالیٰ کا نور ہے، اس کو اپنے منہ کی پھونکوں سے بجھانا چاہتے ہیں؟ اور اللہ تعالیٰ کا کیا فیصلہ ہے؟ کہ وہ اپنے نور کو پھیلا کر رہے گا، اسلام کی روشنی کو اللہ تعالیٰ نے پھیلا کر رہنا ہے خواہ کافروں کو یہ کتنا ہی ناگوار کیوں نہ ہو۔ یعنی چاہے کتنی مخالفت ہو جائے، اللہ تعالیٰ کا پروگرام ایک ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس پروگرام کو پایۂ تکمیل تک پہنچا کر رہنا ہے، یہ نور ساری دنیا تک پھیل کر رہے گا۔ جو بیچ میں سے drop ہو گیا وہ

خود محروم ہو گیا۔

آپ دیکھتے ہیں کہ آم کے پودے پر جب آم لگتے ہیں تو وہ آندھیوں کی وجہ سے گر جاتے ہیں یا کسی پرندے نے کھالیا یا کوئی پھل کہیں کوئی گر گیا تو ڈراپ ہو گیا ناں؟ اس کی وہ حیثیت نہیں رہ گئی جو پیڑ پر لگے آموں کی ہے۔ ایسے ہی اسلام کے پودے سے، اسلام کے درخت سے جو گر گیا، جس نے اپنے آپ کو محروم کر لیا، وہ ڈراپ ہو گیا۔ اسلام کے ساتھ وفاداری کیا ہے؟ میں سمجھتی ہوں کہ اسلام کے ساتھ ہی نہیں بلکہ اپنی ذات کے ساتھ بھی وفاداری یہ ہے کہ وہ مشن جو اللہ کے رسول ﷺ لے کر آئے اس کے لیے ہم کام کرنے والے بن جائیں۔

اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کی ذات میں کون سی کھلی نشانیاں رکھ دیں؟ آپ ﷺ کی سیرت، آپ ﷺ کا کردار، آپ ﷺ کا اخلاق، آپ ﷺ کو پہچاننے کے لیے کھلی نشانیاں تھیں۔ اسی طرح مہرِ نبوت بھی اور آپ ﷺ کی زندگی کا طریقۂ کار جو پہلی کتابوں میں ہے اور پہلے لوگوں کو بتایا گیا، یہ کھلی نشانی ہے۔

پہلے مرحلے پر آپ ﷺ نے کیا کیا؟ آپ ﷺ نے اسلام کی دعوت دی۔ خود قبول کیا اور دوسروں کے لیے دروازہ open کر دیا کہ آجاؤ، آپ بھی آ جاؤ۔ جہاں میں ہوں بڑے امن میں ہوں، تم بھی امن پا جاؤ، ایمان لے آؤ۔ جہاں میں ہوں سلامت ہوں، تم بھی ایمان لے آؤ، سلامت ہو جاؤ اور اگر اس کے لیے مشکلات کا سامنا کرنا پڑے تو کیا فرق پڑتا ہے؟ جب ایک شخص کو پتہ ہو کہ مجھے قیمتی ترین متاع تھوڑی کوشش کے بعد ملے گی تو وہ کیا کرتا ہے؟ وہ ساری رکاوٹیں عبور کر کے وہاں تک جا پہنچتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا فیصلہ کیا ہے؟ کہ وہ اپنا نور پھیلا کر رہے گا۔ اسلام کی روشنی پھیلانے کے لیے ہمارا خون، پسینہ، ہماری زندگیاں، ہمارا مال نہ بھی لگا تو اللہ تعالیٰ کا یہ پروگرام، اللہ تعالیٰ کا یہ فیصلہ، اللہ تعالیٰ کا

یہ کام ہوجاتا ہے، اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں سے یہ کام لے لینا ہے۔ جو یہ کام کریں گے، اللہ تعالیٰ انہیں انہیں جنت میں لے جائے گا اور جو محروم رہ جائیں گے وہ کبھی جنت نہیں پہنچ پائیں گے کیونکہ انہوں نے اپنے آپ کو محروم تو خود رکھا ہے۔

پھر دوسرے مرحلے پر مشن کی وضاحت ہے۔ یہ mission statement ہے۔ ربّ العزت نے فرمایا:

هُوَ الَّذِیۡۤ اَرۡسَلَ رَسُوۡلَهٗ بِالۡهُدٰی وَدِیۡنِ الۡحَقِّ

''وہی تو ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دینِ حق کے ساتھ بھیجا''۔

اس آیت میں دو چیزیں اہم ہیں: ہدایت اور دین حق۔ یعنی رہنمائی بھی ہے اور دوسری طرف ٹیکسٹ بھی موجود ہے، دینِ حق مکمل صورت میں ہمارے پاس موجود ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے وجہ بتائی کہ کیوں بھیجا؟

لِیُظۡهِرَهٗ عَلَی الدِّیۡنِ كُلِّهٖ

''تاکہ اسے پورے کے پورے دین پر غالب کردے''۔

دنیا میں جو کوئی سیاست میں، معیشت میں، معاشرت میں، قانون میں، اپنی انفرادی زندگی میں، اپنی محفلوں میں، جہاں کہیں بھی اللہ تعالیٰ کے دائرے سے ہٹا ہوا ہے تو اس کے لیے اللہ تعالیٰ کیا فرماتے ہیں؟ کسی اور کی رہنمائی نہیں، کسی اور کا طریقہ نہیں، صرف اسی ایک اللہ تعالیٰ کا طریقہ۔

کیا یہ دین محض خواہش سے غالب ہوجائے گا؟ خواہش سے نہیں ہوگا بلکہ عمل سے ہو گا۔ خواہش اگر نہیں ہوگی تو عمل کہاں سے ہوگا؟ خواہش پہلے درجے کی بات ہے لیکن خواہش سے آگے بھی تو بہت کچھ ہے:

؎ ستاروں سے آگے جہاں اور بھی ہیں

ابھی عشق کے امتحاں اور بھی ہیں

اس کا تقاضا صرف خواہش کرنا نہیں ہے بلکہ عمل سے ثبوت دینا ہے۔لہٰذا اگلا کام کیا ہے؟اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ (9)

''اگرچہ مشرکوں کو ناپسند ہو''۔

دیکھ لو! راستے کی رکاوٹیں آئیں گی،مخالفت ہوگی،سکون سے کام نہیں کر سکتے۔یہ میں تمہیں ابھی بتا دیتا ہوں کہ سکون ہے ہی نہیں اس راستے میں۔ہاں میری یاد میں سکون ہے۔ایک بات یاد رکھنا کہ جب لوگ ستائیں گے تو میں ہوں ناں تمہارے ساتھ! جیسے اللہ کے رسول ﷺ کو کافروں نے ستایا،غزوۂ اُحد کے بعد اُحد پہاڑ پر کھڑے ہو کر کہا:

لَنَا عُزّٰى وَلَا عُزّٰى لَكُمْ

''ہمارے لیے عزیٰ ہے تمہارے لیے عزیٰ نہیں ہے''۔

تو اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ انہیں بتا دو:

اَللّٰهُ مَوْلَانَا وَلَا مَوْلٰى لَكُمْ (بخاری:4043)

''اللہ تعالیٰ ہمارا مولیٰ ہے اور تمہارے لیے کوئی مولیٰ نہیں''۔

اللہ تعالیٰ کے مولیٰ ہونے کی مٹھاس کو کون پا سکتا ہے؟ جو اللہ تعالیٰ کا کام کرتا ہے چاہے دوسروں کو کتنا ہی ناگوار لگے۔مخالفتیں اگر ہیں تو ہو جائیں،ہم نے کرنا کیا ہے؟ اس دین کو سارے اَدیان پر غالب کرنا ہے،اس نظام کو نظامِ زندگی بنانا ہے،مملکت کا نظام،پوری دنیا کا نظام بنانا ہے اور اس کے لیے کرنا کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ اس کے لیے پروگرام دیتا ہے۔اسلام کو غالب کرنے کے لیے پروگرام ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنْجِيْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ (10)

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! میں بتاؤں تم کو وہ تجارت جو تمہیں عذاب الیم سے نجات دلا دے''؟

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر تمہیں پتہ نہیں لگ رہا تو میں تمہاری رہنمائی کردوں؟ اور کیوں نہ وہ رہنمائی کرے! اس کی ذات کے سوا کون ہے جس کو ہم رہنما بنائیں؟ اللہ تعالیٰ نے تیسرا مرحلہ بتایا کہ تجارت کرلو، ایسی تجارت کرلو کہ نفع [profit] میں جنت مل جائے۔

تجارت کے حوالے سے دیکھیے کہ جب اللہ تعالیٰ تجارت کرنے کے لیے کہتے ہیں تو فوراً لوگوں کے دو گروہ ہو جاتے ہیں: ایک طرف گروپ A ہے اور دوسری طرف گروپ B ہے۔ گروپ A کے لوگ کون ہیں؟ جو تجارت کر لیتے ہیں اور گروپ B کے لوگ کون ہیں؟ جو انکار [refuse] کر دیتے ہیں۔ ہر تجارت کے لیے سرمایہ لگتا ہے، محنت ہوتی ہے، وقت لگتا ہے، پھر کہیں جا کر منافع ہوتا ہے لیکن اس کے باوجود بھی نقصان ہوسکتا ہے لیکن جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ یہ تجارت کرلے، اُسے کبھی نقصان ہونے والا نہیں۔ ربّ العزت فرماتے ہیں:

تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ

''اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ''۔

پہلا کام کیا کرنا ہے؟ تمہارا سرمایہ جس کی تمہیں ضرورت ہے، اللہ تعالیٰ پر ایمان لے آؤ۔ دوسرے نمبر پر رسول پر ایمان لے آؤ۔ پھر کیا کرنا ہے؟ اپنی جگہ بیٹھ کر نمازیں پڑھ لیں، ذکر کرلیں، تسبیحات کرلیں اور بس، سکون مل رہا ہے گھر کے اندر، بچے بھی ٹھیک ہم بھی ٹھیک، شوہر بیوی بھی ٹھیک، باقی کام بھی ٹھیک چل رہے ہیں تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اتنی آسانی سے کام بننے والا نہیں ہے کہ صرف ایمان کے ساتھ کام بن جائے۔ پھر کیا کرنا ہے؟

وَتُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ ط

''اور جہاد کرو اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنے مالوں سے اور اپنی جانوں سے''۔

اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرو، کوشش کرو اور یہ کیسی کوشش ہے؟ آخری حد کی کوشش۔ یہ کوشش کہاں کہاں ہو سکتی ہے؟ اپنے نفس کے ساتھ جہاد کرو، اپنی اصلاح کرو، نفس کی نہیں ماننا بلکہ اس سے اللہ تعالیٰ کی بات منوانا ہے، اپنے اَخلاق کی اصلاح کرنا ہے، اپنے معاملات کی اصلاح کرنا ہے، حقوق و فرائض ادا کرنے ہیں، جہاں جہاں نفس رکاوٹ بنتا ہے آپ اس کے مخالف بن جاؤ، اس کی نہیں ماننا، یہی تو جہاد ہے یعنی بڑی کوشش۔ اگر قلم کی صلاحیت ہے تو قلم کے ساتھ جہاد کرو، اگر تمہارے پاس مال ہے تو مال کے ساتھ جہاد کرو۔ جان کس کے پاس نہیں ہے؟ ایک ہی چیز سب کے پاس مشترک ہے اور وہ ہے جان۔ کیا اللہ تعالیٰ کے لیے یہ جان دے سکتے ہیں؟ وہ مومن ہی نہیں جس کے دل میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں جان نچھاور کرنے کا جذبہ نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

تُجَاهِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ ط ذٰلِكُمْ خَیْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (11)

''اور جہاد کرو اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنے مالوں سے اور اپنی جانوں سے، یہی تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم جانو''۔

کیوں بہتر ہے؟ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ دیکھو تو سہی!

یَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَیُدْخِلْكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ وَمَسٰكِنَ طَیِّبَةً فِیْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ط ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ (12)

''اللہ تمہارے گناہ معاف کر دے گا اور تم کو ایسے باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی اور ابدی قیام کی جنتوں میں بہترین گھر تمہیں عطا فرمائے گا، یہ ہے بڑی کامیابی''۔

دنیا میں چھوٹی چھوٹی کامیابیوں کے لیے مال لگاتے ہیں، ساری صلاحیتیں، وقت، سب کچھ لگا دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اتنی بڑی کامیابی کہ تمہیں جنت جیسی جگہ مل جائے گی، غم سے نجات مل جائے گی تو اس بڑی کامیابی کے لیے کیا دنیا میں اللہ تعالیٰ پر ایمان نہ لاؤ گے؟ اللہ کے رسول ﷺ پر ایمان نہ لاؤ گے؟ اپنے مال کے ساتھ، اپنی جان کے ساتھ جہاد نہیں کرو گے؟ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ دیکھو اس بڑی کامیابی کے حصول کے لیے تمہیں مصروفِ عمل ہونا ہے اور یہ مصروفیت کس نوعیت کی ہے؟ کہ گناہوں کی معافی بھی ملے گی اور جنت بھی ملے گی اور پھر سب سے بڑی بات اللہ تعالیٰ کی رضا کہ پھر اللہ تعالیٰ کبھی ناراض نہیں ہوگا۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ایک اور چیز بھی دوں گا:

وَاُخْرٰی تُحِبُّوْنَهَا ط نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفَتْحٌ قَرِيْبٌ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ (13)

''اور وہ دوسری چیز جو تم چاہتے ہو وہ بھی تمہیں دے گا، اللہ تعالیٰ کی طرف سے نصرت اور قریب ہی میں حاصل ہو جانے والی فتح، ایمان لانے والوں کو خوشخبری دے دو''۔

کس بات کی خوشخبری کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہیں فتح بھی نصیب ہوگی۔ تم قدم آگے تو بڑھاؤ، تمہارا ساتھ نہ دوں تو پھر کہنا۔ تمہاری مدد نہ کروں، تمہاری تائید نہ کروں تو پھر کہنا لیکن پہلی باری تمہاری ہے۔ پھر فرمایا:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْۤا اَنْصَارَ اللّٰهِ كَمَا قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ لِلْحَوَارِيّٖنَ مَنْ اَنْصَارِيْۤ اِلَى اللّٰهِ ط قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ تعالیٰ کے مددگار بنو جس طرح عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام نے حواریوں سے خطاب کر کے کہا تھا کہ وہ کون ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف بلانے میں میرا مددگار ہوگا؟ حواریوں نے کہا تھا: ہم ہیں اللہ تعالیٰ کے مددگار''۔

یہ پہلے گروہ کے لوگ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ کے راستے کی طرف بلایا جائے، اللہ تعالیٰ کے راستے کی طرف پکار [call] دی جائے کہ آؤ مدد کرو، آؤ تعاون کرو اللہ تعالیٰ کے راستے میں تو وہ کہتے ہیں کہ ہم ہیں اللہ تعالیٰ کے مددگار، ہم مدد کریں گے۔ کس کس چیز کے ساتھ؟ جان کے ساتھ، مال کے ساتھ، صلاحیت کے ساتھ، وقت کے ساتھ، سب کچھ لگائیں گے اور لگانا کسی انسان کے لیے تھوڑی ہے؟ تجارت تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں نکلتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں ہوتا ہے۔ اس سے ہمیں پتہ لگتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے مددگار وہ ہیں جو کامیابی کو support کرنے والا گروہ ہے، جو اللہ تعالیٰ کے راستے کی طرف لوگوں کو بلاتا ہے، یہی گروہ اللہ تعالیٰ کو پسند ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ کہ وہ انصار اللہ ہیں، اللہ تعالیٰ کے مددگار۔

کیا اللہ تعالیٰ کو مدد کی ضرورت ہے؟ وہ بادشاہِ کائنات ہے، اس کو کسی کی مدد کی کیا ضرورت ہے؟ اللہ تعالیٰ نے انسانوں پر اپنی رہنمائی impose نہیں کی کہ تم نے لازماً یہ کام کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اختیار دیا ہے۔ جب انسان کو اختیار ملتا ہے تو دشمن یعنی شیطان جو ساتھ لگا ہوا ہے وہ کہتا ہے کہ چھوڑو پرے، تم کیا کرنے بیٹھ گئے؟ یہ کوئی تمہارے کرنے کے کام ہیں؟ ابھی تو بہت زندگی پڑی ہے اور ابھی دنیا میں بھی تو رہنا ہے۔ دیکھو کتنے کام ہیں جو دنیا میں رہنے کے لیے کئے جاتے ہیں؟ اور حقیقت یہ ہے کہ دنیا میں کوئی بھی نہیں رہتا۔ یہ شیطان ہے جو اس طرح انسان کو دھوکہ دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی مدد کرنے والا کیا کرتا ہے؟ وہ پہلے خود اللہ تعالیٰ کا ہو جاتا ہے، پھر دوسروں کو اللہ تعالیٰ کے راستے کی طرف بلاتا ہے اور بلاتا کیسے ہے؟

☆ اللہ تعالیٰ کے علم کی روشنی پھیلاتا ہے۔

☆ اسلام کے غلبے کے لیے کوشش کرتا ہے۔

☆مشترکہ جدّ وجہد کرتا ہے۔

مشترکہ کوشش سے کیا مراد ہے؟ اپنے اپنے گھروں میں بیٹھ کر کوشش نہیں ہوتی بلکہ پھراس کے لیے سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن جاتے ہیں۔سورۃ الصّف کے آغاز میں ربّ العزت نے مسلمانوں کی تعریف کی:

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِہٖ صَفًّا کَاَنَّھُمْ بُنْیَانٌ مَّرْصُوْصٌ (الصف:4)

''اللہ تعالیٰ کوتو وہ لوگ پسند ہیں جواُس کی راہ میں اس طرح صف بستہ ہوکر لڑتے ہیں گویا وہ ایک سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہیں''۔

آج کا دور کیسا ہے؟ میڈیا وار ہے۔ایمان کے دشمن ڈاکو پہنچے ہوئے ہیں،ساروں نے ہتھیار پھینکے ہیں،اپنے گھر میں ہر ایک نہتا ہے،ہر کسی کے گھر میں نقب لگی ہوئی ہے اور ایمان کے دشمنوں کو کتنی کھلی چھوٹ ہے!ہر کوئی میڈیا کے اس زہر کو خود خرید کر لاتا ہے اوراس کے لیے وقت نکالتا ہے،خوداس کے لیے دوسروں کو call کرتا ہے کہ آپ بھی دیکھو،ایسی committment ہے کہ جو چیز خود دیکھی ہے یہ سب تک ضرور پہنچ جائے۔لہٰذا خود سے ہی لوگوں کے addresses کو select کرکے سب کے نام ای میل کے ذریعے دعوت دی جاتی ہے۔اس کے مقابلے میں دیکھیں کہ کیا اللہ والوں نے کبھی کسی کو اللہ تعالیٰ کی طرف ایسے بلایا کہ کسی کے کہے بغیر ہی اللہ تعالیٰ کے پیغام کو اس طرح پہنچانے کے لیے تیار ہو جائیں؟ یہ دور media war کا ہے اور میڈیا وار کا مقابلہ کرنا اتنا آسان نہیں ہے کہ سب لوگ اپنے اپنے گھروں میں رہیں اور میڈیا کا شکار رہیں اور پھر یہ بھی کہیں کہ تبدیلی نہیں آتی۔علامہ اقبال نے کہا تھا:

؎ گلہ تو گھونٹ دیا اہلِ مدرسہ نے تیرا

کہاں سے آئے گی صدائے لا الٰہ الا اللّٰہ ؟

اب صرف مدرسے کی بات نہیں ہے بلکہ والدین نے ہی گلا گھونٹ دیا، اب گھر والوں نے خود ہی گھونٹ دیا۔ گھر کے اندر وہ سب کچھ موجود ہے جس کے لیے کل شرفاء اپنا قدم گھر سے باہر نکالتے ہوئے کئی بار سوچتے تھے، جس کے لیے ایک انسان کو مشکل پیش آتی تھی کہ کیسے اس حد کو پار کر کے Red light area میں چلے جائیں لیکن آج گھر گھر کے اندر ہم Red light area دیکھ سکتے ہیں اور سامنے دیکھنے والے کون ہیں؟ ایمان لانے والے۔ یہ ایمان ہے، یہ اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ محبت ہے لیکن کیسے بہہ جاتی ہے! کیسے سارے انسان اس رو میں بہہ رہے ہیں! اور پھر ہم کہتے ہیں کہ ہم سب اپنے اپنے گھروں میں سکون سے رہیں اور یہ کام ہو جائے؟ ممکن ہی نہیں ہے۔ اس کے لیے تو مشترکہ جدّ وجہد کی ضرورت ہے۔ جس کے لیے میں آپ کو وہی call دینا چاہتی ہوں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دی تھی، جو سارے پیغمبروں نے دی تھی:

مَنۡ اَنۡصَارِیۡۤ اِلَی اللّٰہِ

”کون ہے جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں میرا مددگار بنے گا“؟

آئیں ہم مل کر اس سیلاب کو روکنے کی کوشش کریں کہ اگر ایک طرف سے بے حیائی کا سیلاب ہے تو کیوں نہ ہم اسلامی تعلیمات کو بھی flood کی طرح اس اسلامی سوسائٹی میں پھیلا دیں؟ کیوں نہ اپنی نسلوں کو آگ سے، اللہ تعالیٰ کی ناراضی سے بچانے کی کوشش کریں؟ اور اللہ تعالیٰ کی ناراضی کا دو طرح سے اظہار ہوتا ہے: نہ دنیا میں بچ سکتے ہیں، نہ آخرت میں۔

فَاٰمَنَتۡ طَّآئِفَۃٌ مِّنۡۢ بَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ وَ کَفَرَتۡ طَّآئِفَۃٌ ۚ

اُس وقت بنی اسرائیل کا ایک گروہ ایمان لایا اور دوسرے گروہ نے انکار کیا“۔

اللہ تعالیٰ نے بنی اسرئیل کی مثال دی ہے کہ ان کا ایک گروہ ایمان لایا اور دوسرے نے انکار کر دیا یعنی ایک نے مان لیا اور وہ مددگار بن گیا اور دوسرے نے کہا مجھ سے نہیں ہوتا یہ سب کچھ، میں نہیں جانتا یہ سب کیا ہے؟ دیکھئے گا گروپ B میں کون لوگ ہیں؟ یہ ناکامی کو سہارا دینے والا گروہ ہے اور ناکام کون ہیں؟ جو اللہ تعالیٰ کی نظروں میں ناکام ہیں، جو دین کی راہ میں رکاوٹیں پیدا کرتے ہیں اور دوسروں کو بھی اُکساتا ہیں کہ اسی طریقے پر قائم رہو لیکن ایک چیز کو دیکھنے کی ضرورت ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کے راستے میں تجارت کی تو نتیجہ کامیابی کی صورت میں نکلے گا اور اگر اللہ تعالیٰ کے مددگار نہ بنے تو ناکامی ہے اور ناکامی کی سزا کیا ہے؟ جہنم۔ فیصلہ ہمیں خود کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ دیکھو میری چوائس کیا ہے؟ اگر ایمان لانے والوں کو دیکھنا چاہو کہ ہم نے ان کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟

فَاَيَّدْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلٰى عَدُوِّهِمْ فَاَصْبَحُوْا ظٰهِرِيْنَ (14)

"پھر ہم نے ایمان لانے والوں کی ان کے دشمنوں کے مقابلے میں تائید کی اور وہی غالب ہو کر رہے"۔

جب وہ دشمنوں کے خلاف سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن گئے، جب مل کر جتھے کی صورت اختیار کی، جب مل کر کاوشیں کیں تو پھر اللہ تعالیٰ کی تائید آ گئی اور وہی غالب ہو کر رہے۔ یہ غلبے کا طریقۂ کار ہے جو قرآن ہمیں بتاتا ہے۔ فیصلہ ہمیں کرنا ہے کہ ہم نے کون سا راستہ اختیار کرنا ہے؟ کس گروپ کا ساتھ دینا ہے؟ کیا وہ گروہ جس کا ساتھ دے کر جنت میں جا سکتے ہیں؟ یا پھر اس راستے پر جمے رہنا ہے جس کا نتیجہ کبھی جنت کی صورت میں نکلنے والا نہیں ہے؟

دنیا میں انسان خوشیوں کی تلاش میں رہتا ہے، کوئی غم مول نہیں لینا چاہتا لیکن دین کے راستے میں وہ انسان آگے چل ہی نہیں سکتا جس کے دل کو غم لاحق نہ ہو جائے۔ ہم اللہ کے رسول ﷺ کی زندگی میں کیا دیکھتے ہیں؟ آپ ﷺ کو عظیم تر انسان بنا دینے والی

کون سی چیز ہے؟ آپ ﷺ کے اندر کی کسک، آپ ﷺ کا غم، آپ ﷺ کے آنسو، یہ self motivator تھے۔ آپ ﷺ کو انسانوں کا غم لگ گیا تھا، اپنے اردگرد کے انسانوں کا غم۔ آپ ﷺ نے سارے انسانوں کو ایک ہی بات بتلائی کہ آجاؤ اللہ تعالیٰ کی طرف! پھر نہ کوئی خوف رہے گا نہ غم کیونکہ اللہ تعالیٰ کے دوستوں کے لیے نہ غم ہوتا ہے نہ خوف۔ آپ ﷺ کے پاس ایک پیغام تھا، ایک دعوت تھی۔ آپ ﷺ نے یہ دعوت، یہ پیغام کیوں دیا؟ اسے آپ ﷺ نے اپنی زندگی بنایا۔ جیسے زندگی عزیز ہوتی ہے، اسی طرح اللہ کے دین کی دعوت، اللہ کا پیغام آپ ﷺ کی زندگی تھی۔ موازنہ کر کے دیکھیں کیا یہ دعوت، یہ پیغام ہماری زندگی کی ناگزیر ضرورت بن گیا ہے؟

پھر آپ یہ دیکھیے کہ جس وقت رسول اللہ ﷺ غارِ حرا میں تھے، جب آپ ﷺ پر پہلی وحی آئی، اس وقت سے لے کر آخری لمحے تک جب تک آپ ﷺ نے جان جانِ آفریں کے سپرد کی، آپ ﷺ کی زندگی ایک اللہ تعالیٰ کے بلاوے کی تصویر نظر آتی ہے، اللہ تعالیٰ کے راستے کی دعوت کی تصویر۔ آپ ﷺ کی ساری زندگی اسی جدوجہد کی کہانی ہے۔ آپ ﷺ کی ساری زندگی اسی مشن کی داستان ہے۔ آپ اس مشن کو دیکھنا چاہیں تو مکہ کی گلیوں میں دیکھیے، آپ اسے گھروں کے اندر دیکھیے، آپ اسے شعبِ ابی طالب میں دیکھیے، آپ اسے حج کے میلوں میں دیکھیے، آپ اسے طائف کے بازاروں میں دیکھیے، ایک طرف سے پتھر ہیں اور دوسری طرف سے انہی کے لیے دُعائیں حالانکہ ایک بددُعا ان کو ملیامیٹ کر سکتی تھی لیکن محسنِ انسانیت ﷺ کو غم ہے، کس بات کا؟ کہ کہیں یہ انسان آگ میں نہ چلے جائیں۔ میں نے اللہ تعالیٰ کے بندوں کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ جوڑنا ہے۔ یہ رحمت ہے ناں جو آپ ﷺ کے دل کے اندر ہے۔ آپ ﷺ نے انسانیت کی بے لوث خدمت کی، دنیا میں انسانیت کی خدمت کرنے والے کتنے تھے لیکن کوئی ہمارے پیغمبر کی

طرح کا ہے؟ کوئی میرے رسول ﷺ کی طرح کا ہے، جس نے لوگوں کے دُکھ کو اتنا زیادہ محسوس کیا ہو؟ انہیں جہنم میں جاتا محسوس کر کے انہیں کھینچنے کی، انہیں بلانے کی کوشش کی ہو؟

رسول اللہ ﷺ کا اُسوہ دعوت کا اُسوہ ہے۔ یہ دعوت علم کی ہے، یہ دعوت عمل کی ہے، یہ دعوت خدا کو اپنا بنانے کی ہے۔ اگر ہم نے آپ ﷺ کی زندگی کی ساری باتیں سیکھیں لیکن آپ ﷺ کی دعوت کو نہ سیکھا تو اس کا مطلب ہے کہ ہم نے اس زندگی کی حقیقت کو نہ سمجھا، ہم نے رسالت کو نہ سمجھا۔ رسول کیا کرتا ہے؟ پیغام پہنچاتا ہے۔ آپ ﷺ کا اصل پیغام کیا تھا؟ اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق قائم کروانا۔ آپ ﷺ پیغمبر تھے، آپ ﷺ رسول تھے، آپ ﷺ یہی پیغام پہنچاتے رہے۔

میں اس وقت آپ کے سامنے ایک ہزلی نوجوان کا واقعہ رکھنا چاہتی ہوں جو بکریوں کا چرواہا تھا اور چرواہوں کا مزاج عام انسانوں سے تھوڑا سا مختلف ہوتا ہے۔ اُس ہزلی نوجوان کے پاس دو لوگ آئے تھے، ایک ابوبکر رضی اللہ عنہ اور دوسرے حضرت محمد ﷺ اور اُس سے کہا کہ ہمیں کچھ دودھ دے دو، ہمیں بھوک لگی ہے۔ اس نے کہا کہ میں تو نہیں دے سکتا کیونکہ یہ بکریاں میری نہیں ہیں۔ آپ ﷺ نے کہا کہ کیا آپ کے پاس کوئی ایسی بکری ہے جس نے ابھی کوئی بچہ نہ دیا ہو؟ اس نے کہا ہاں ہے اور ایک بکری کو لے آیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کا نام لے کر اس بکری کے تھنوں پر ہاتھ پھیرا اور اُن میں دودھ اُتر آیا۔ آپ ﷺ نے وہ دودھ پیا، آپ ﷺ کے ساتھی نے بھی پیا اور برتن دوبارہ بھر دیا۔ آپ ﷺ نے دوبارہ اس کے تھنوں پر ہاتھ پھیرا اور تھن اپنی جگہ پر واپس چلے گئے، اس نوجوان نے دیکھا لیکن کہا کچھ نہیں۔ پھر یوں ہوا کہ اس کا بکریوں میں جی نہ لگا۔ اُس نے آپ ﷺ کے ساتھ جو وقت گزارا، جو بات چیت کی، اُس کے ذہن میں جیسے وہ فقرے گونجتے رہے اور وہ اللہ کے رسول ﷺ کے پاس پہنچ گیا۔ اس نے کہا کہ مجھے بتائیں کہ آپ کیا کرتے ہیں؟

کیا پیغام دیتے ہیں؟ آپ ﷺ نے اسلام کی دعوت دی۔ آپ ﷺ کی عظمت نے اس انسان کو بھی ربّ کا بنا دیا۔ آپ ﷺ نے دعوت دی، اس انسان نے اس کو قبول کیا اور وہ تاریخ میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہلایا۔

وہی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہیں، بکریاں چرانے والے جنہیں اللہ کے رسول ﷺ نے قرآن سکھایا اور پھر ان سے کہا کہ مجھے قرآن پڑھ کر سناؤ، حیرت زدہ رہ گئے کہ یا رسول اللہ ﷺ! میں آپ ﷺ کو پڑھ کر سناؤں؟ میں کیسے سناؤں؟ آپ ﷺ کے دل پر تو اللہ تعالیٰ کا کلام directly اُترتا ہے۔ آپ ﷺ نے جب کہا کہ مجھے قرآن پڑھ کر سناؤ تو انہوں نے قرآنِ حکیم کی تلاوت شروع کی اور اس آیت پر پہنچے:

فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِن كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَىٰ هَٰؤُلَاءِ شَهِيدًا (النساء:41)

”اس وقت کیا حال ہوگا جب ہم ہر اُمت میں سے ایک گواہ لائیں گے اور تم کو ان سب پر گواہ بنا کر لائیں گے“؟

آواز آئی: عبداللہ رضی اللہ عنہ! بس کر دو۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے دیکھا تو آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔ (صحیح بخاری:4582)

یہ احساسِ ذمہ داری ہے، یہ احساسِ جوابدہی ہے جس نے دل کو پگھلا دیا، جس نے آنکھوں میں آنسو بھر دیئے، آنکھوں کی نمی اتنی بڑھی کہ وہ آنسو آنکھوں کے اندر سما نہ سکے، بہتے رہے، بہتے رہے اور درد کا اظہار ہوتا رہا۔ جواب دہی کا یہ احساس کتنا شدید ہے! اور یہ احساس ہی self motivator ہے جو انسان کو motivate کرتا ہے کہ میں نے اللہ کو بتانا ہے کہ میں نے آپ کا پیغام پہنچایا تھا یا نہیں؟ اور رسول اللہ ﷺ اس ذمہ داری کو کس طرح ادا کرتے رہے؟ تیرہ مکی سال گواہ ہیں کہ آپ ﷺ لوگوں کی مخالفت کی وجہ سے، تکلیف

اور اذیت کی وجہ سے پریشان نہیں ہوئے۔ آپ ﷺ کو پریشانی کس بات کی تھی؟ قرآنِ حکیم میں سورۃ الشعراء میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

لَعَلَّکَ بَاخِعٌ نَّفْسَکَ اَلَّا یَکُوْنُوْا مُؤْمِنِیْنَ (الشعراء:3)

''شاید کہ آپ ﷺ اس فکر اور غم میں اپنے آپ کو ہلاک ہی کر ڈالیں گے کہ یہ لوگ ایمان کیوں نہیں لاتے''!

یہ شوق، یہ فکر، یہ غم ہماری ضرورت ہے۔ یہ motivators ہیں۔ دعوت کا شوق، اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچانے کا شوق، اس کی فکر اور اس کا غم کہ کیوں انسان اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی آگ سے نہیں بچاتے؟ غم اس بات کا نہیں کہ میری بات نہیں مانتے، اپنی ذات تو بیچ میں ہے ہی نہیں، غم اس بات کا ہے کہ آگ کی طرف بھاگے چلے جا رہے ہیں اور وہ جو محبت کے لائق ہے اس کی طرف نہیں آتے، محبوب کے نہیں بن جاتے۔ وہ جو خالق ہے مخلوق کا تعلق تو اسی سے ہونا چاہئے، وہ جو رازق ہے مرزوق کا تعلق تو اسی سے ہونا چاہئے، وہ جو مالک ہے مملوک کا تعلق تو اسی سے ہونا چاہئے لیکن وہ تعلق بیچ میں سے کوئی کاٹ دیتا ہے۔ ہمارا دشمن شیطان ہے، وہ بہت چوکنا ہے، وہ اپنے مشن میں بہت strong ہے۔ اس نے یہ اپنا مشن بنایا ہوا ہے کہ بندوں کو اللہ تعالیٰ کا رہنے نہیں دینا اور نبیوں کا مشن کیا تھا؟ اللہ تعالیٰ کا بن کر رہنا ہے، اللہ تعالیٰ کا ہو کر رہنا ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا تھا:

بَلِّغُوْا عَنِّیْ وَلَوْ آیَۃً (بخاری:3461)

''مجھ سے پہنچادو اگرچہ ایک آیت ہی کیوں نہ ہو''۔

پہنچانا ذمہ داری ہے۔ یہی وہ غم ہے جو آپ ﷺ کو چلاتا تھا، جس نے آپ ﷺ کو عظیم انسان بنا دیا۔ آپ ﷺ کی شخصیت کا سب سے نمایاں پہلو آپ ﷺ کی دعوت ہے۔ آپ ﷺ نے اس کی مثال دی تھی:

''میری مثال ایسی ہے جیسے کسی نے آگ جلائی اور جب سارا گرد و پیش روشن ہو گیا تو کیڑے اور پروانے آگ میں گرنے لگے۔ اب ایک شخص ہے جو ان کو روک رہا ہے لیکن پتنگے ہیں کہ اس کی کوششوں پر غالب آتے چلے جا رہے ہیں اور آگ میں گرے پڑ رہے ہیں۔ اسی طرح میں تمہیں کمر سے پکڑ پکڑ کر آگ سے روک رہا ہوں اور تم ہو کہ آگ میں گرے پڑ رہے ہو''۔ (صحیح مسلم:5957)

آپ ﷺ کی محبت کتنی شدید ہے! آپ ﷺ کیسے اس محبت میں ہر جگہ ہر مقام پر پہنچتے ہیں! وہ جو جان کے دشمن ہیں ان سے بھی کیا کہتے ہیں؟

لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْم (طبری)

''آج کے دن تم سے کوئی مؤاخذہ نہیں''۔

فتحِ مکہ کے موقع پر کس بات کا اعلان ہوتا ہے؟ عام معافی کا۔ سب کو معافی ہے، ابوسفیان کے گھر چلے جاؤ تمہیں امن مل جائے گا، جو حرم میں آجائے اسے امن مل جائے گا اور لوگ جوق در جوق ایمان لے آئے۔ فکر کس بات کی ہے؟ کہ لوگ کسی طرح ایمان والے ہو جائیں، یہ کام جو محسنِ انسانیت ﷺ نے کیا، آج یہی کام ہمیں بھی کرنا ہے اور اپنا جائزہ لینا ہے کہ ہم اس مشن کے ساتھ کتنے وفادار ہیں؟ محمد رسول اللہ ﷺ کا مشن ہمارا مشن ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا تھا:

اِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَةُ الْاَنْبِیَاءِ وَاِنَّ الْاَنْبِیَاءَ لَمْ یُوَرِّثُوْا دِیْنَارًا وَّلَا دِرْهَمًا، وَرَّثُوا الْعِلْمَ (ابوداؤد:3641)

''علماء انبیاء علیہم السلام کے وارث ہیں جبکہ انبیاء علیہم السلام نے درہم و دینار کا ورثہ نہیں چھوڑا، انہوں نے صرف علم کا ورثہ چھوڑا ہے''۔

اُمتِ محمدی ﷺ کا کون سا شخص ہے جسے محمد رسول اللہ ﷺ نے بے علم رہنے کی

اجازت دی ہو؟ سب کا فریضہ ٹھہرایا کہ سب نے اس علم کو سیکھنا ہے، سب نے اس علم کو پھیلانا ہے اور سب نے اس general awareness کو پھیلانے کی کوشش کرنی ہے۔ سب سے پہلی کوشش اپنی ذات پر، اپنے گھر والوں پر، اپنے اردگرد والوں پر، پھر کوئی بھی ایسا نہ بچے جس کے لیے کوشش نہ ہو۔ سفر ہو یا حضر، کہیں بھی ہوں، فکر اس بات کی لاحق ہو کہ کسی طرح انسانوں کے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت پیدا ہو جائے! کسی طرح ان کو اللہ تعالیٰ کا بنا دوں! کسی طرح ان کے رابطے کو جوڑ دوں! ان کے تعلق کو جوڑ دوں! یہ کام ہے جو ہم نے کرنا ہے اور یہ کام اکیلے اکیلے رہ کر ہو نہیں سکتا۔ اس کے لیے ایک مرکز کے تحت ہو کر رہنا ضروری ہے اور اسی کی دعوت دینا چاہتی ہوں، انتخاب آپ کا اپنا ہے۔

دیکھئے یہ دعوت کسی انسان کی دعوت نہیں ہے۔ آخر کوئی فورم تو چاہیے، کسی جگہ پر تو ہمیں اکٹھے ہو کر کام کرنا ہے۔ پہلی دعوت یہ ہے کہ آپ النور کے ممبر بن جائیے اور قرآنِ حکیم کو سیکھنے کے لیے 'تعلیم القرآن سیرتِ رسول ﷺ کی روشنی میں' کورس جوائن کر لیجیے۔

رسول اللہ ﷺ کی ذات سے ہدایت و رہنمائی حاصل کرنے کے لیے اور قرآنِ حکیم کے علم میں پختگی و مہارت پیدا کرنے کے لیے النور انٹرنیشنل کے تحت ہونے والے مختلف شارٹ کورسز کو اپنی سہولت کے مطابق جوائن کریں۔ معاشرے کے ہر فرد کو اللہ کا دین سکھانے کے عزم کے ساتھ النور انٹرنیشنل خواتین، نوجوان بچیوں اور بچوں کے لئے مختلف کورسز کا اہتمام کر رہا ہے۔ ان مواقع سے خود فائدہ اٹھائیں، دوسروں کو دعوت دیں اور اپنے گھروں کے اندر نور کی شمعیں جلائیں۔ اگر آپ چاہتے ہوں کہ ایسے دور دراز علاقوں میں جہاں آپ کے رشتہ دار اور تعلق دار رہتے ہیں وہ قرآنِ حکیم سیکھنے سے محروم ہیں تو ان کے لیے آن لائن کلاس کی سہولت موجود ہے۔ اس کے متعلق باقاعدہ معلومات بذریعہ فون حاصل کی جا سکتی ہیں۔ یہ سب صرف اللہ کے رسول ﷺ کے مشن کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے

کے راستے ہیں اس لئے کہ ربّ العزت نے فرمایا:

كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (آلِ عمران:110)

''تم وہ بہترین گروہ ہو جسے لوگوں کے لیے نکالا گیا ہے، تم لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے روکتے ہو''۔

عَنْ سَهْلٍ يَعْنِي ابْنَ سَعْدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : وَاللهِ ! لَأَنْ يَهْدِيَ اللهُ بِهُدَاكَ رَجُلًا وَاحِدًا خَيْرٌ لَكَ مِنْ حُمْرِ النَّعَمِ (سنن ابی داؤد:3661)

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

''اللہ کی قسم! اگر تمہارے توسط سے کسی ایک انسان کو بھی ہدایت مل گئی (ایک انسان بھی اللہ والا ہو گیا) تو وہ تمہارے لئے سو سرخ اونٹوں سے زیادہ قیمتی ہے''۔

اللہ کے رسول ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ تجارت کی، اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے، جان سے جہاد کیا، اللہ تعالیٰ کے علم کو پھیلایا، ایک مرکز قائم کیا، اُس مرکز کے تحت مشترکہ جدوجہد کی، دین کے علم کے لیے کوشش کی اور مشن مکمل کر لیا۔ اب یہ دیکھنا ہے کہ میں نے کیا کرنا ہے؟ یہ commitment کرنا ہے کہ سنت کی اتباع کرنی ہے۔

عظیم داعی

Gist

Self Analysis

نمبر شمار	میری ذات نبی ﷺ کی ذات کے آئینے میں	ہاں	نہیں	کسی حد تک	بہت حد تک
1	کیا میں نے نبی ﷺ کے مشن کو سمجھ لیا ہے؟				
2	کیا میں نے اس مشن کو اپنا لیا ہے؟				
3	کیا میں نے دعوت کی حقیقت کو سمجھ لیا ہے؟				
4	کیا میں دین کے علم کو پھیلانے میں کوشاں ہوں؟				
5	کیا میں زندگی بھر اس مشن کے ساتھ وابستگی چاہتی/چاہتا ہوں؟				

لیکچر کے بعد طالبات کے احساسات

طالبہ: جب اللہ تعالیٰ کی محبت ہوگی تو اللہ تعالیٰ کے دین کو پھیلائیں گے، اس پر عمل کریں گے، دین کے لیے کوششیں کریں گے اور ہمارا مشن یہی ہے کہ ہم دین کو اللہ کے ہر بندے تک پہنچادیں۔

طالبہ: 'میرا پیغمبر ﷺ عظیم تر ہے' جب سے یہ نام پڑھا اس وقت سے ذہن میں یہ ہلچل پیدا ہوگئی کہ ہے تو واقعی عظیم لیکن پتہ نہیں کس کس پہلو سے؟ پتہ نہیں کیا کیا چیزیں نمایاں ہوں گی؟ اسی طرح جب 'کلام نبوی ﷺ کی صحبت میں (دورۂ بخاری)' کیا تو اس وقت دل میں اتنی خوشی پیدا ہوئی کہ ہم بھی اس قابل ہوئے کہ رسول اللہ ﷺ کے کلام کی محفل میں جاکر بیٹھیں گے اور کچھ سیکھیں گے۔ اس سے اتنا کچھ پتہ چلا کہ پہلی زندگی ایسا لگتا ہے کہ بیکار ہی گزر گئی۔ حضور ﷺ کا اُسوہ حسنہ کیسا تھا؟ پہلے تو اس کے بارے میں محض سنتے ہی تھے لیکن یہ جان کر دل میں تڑپ، چاہت اور شدت سے احساس پیدا ہوا ہے کہ کیسے آپ ﷺ زندگی میں چلتے پھرتے، سوتے جاگتے، ساتھیوں اور بیویوں سے تعلقات کے ساتھ ساتھ تجارت وسیاست کے اُمور سرانجام دیتے تھے؟ خاص طور پر رسول اللہ ﷺ کے سیاسی

تدبر کے بارے میں اتنا کچھ جان کر مجھے بہت حیرت ہوئی اور شدت سے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ انتظامی اُمور سے متعلق افراد کو تو ضرور یہ تعلیم حاصل کرنی چاہیے، ان کو اس بارے میں ضرور علم ہونا چاہئے۔

دوسری بات یہ کہ انشاءاللہ تعالیٰ میں اپنے اور اپنی اولاد کے لیے دُعا کرتی ہوں اور ان کی تربیت کے لیے بھی میری یہی کوشش ہے کہ وہ زندگی میں اپنے آپ کو دین کے ساتھ بالکل جوڑ کر رکھیں اور آپ لوگ بھی اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔ یقیناً جنت میں جانا ہر دل کی خواہش ہے لیکن پہنچنا تو مراحل طے کرنے کے بعد ہی ممکن ہوسکتا ہے۔

اگلی بات یہ کہ آج مجھے احساس ہوا کہ عظیم پیغمبر نے ربّ العزت کی عظیم ہستی سے ہمارا رابطہ جوڑا ہے۔ آج کے اس پروگرام میں مجھے اتنا کچھ ملا ہے کہ جیسے انسان کا دل مضبوط ہوتا ہے، انسان ثابت قدم ہوتا ہے، اپنے فیصلے خود کرتا ہے اور انشاءاللہ تعالیٰ دین کی راہ میں وقت، صلاحیت، مال کی جتنی بھی قربانیاں دے سکی، میں ضرور دوں گی۔

طالبہ: نبی ﷺ کی ذات اور میری ذات دونوں کا کوئی comparision نہیں ہے، کہاں اللہ کے نبی ﷺ اور کہاں میں؟ لیکن کوشش اسی بات کی کرنی ہے کہ نبی ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ تجارت کی، اپنی جان اور اپنے مال کے بدلے جنت کا سودا کیا، علم حاصل کرنے کے لئے جو چیز مجھے بھی اتنی دور سے یہاں انسٹیٹیوٹ میں کھینچ کر لاتی ہے وہ اسی جنت کا سودا ہی تو ہے۔ گیارہ گھنٹے کا سفر کر کے صرف جنت ہی نہیں چاہئے بلکہ جنت میں اللہ تعالیٰ کے پاس گھر چاہئے اسی لئے یہاں موجود ہوں۔

میں چاہتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے اور رسول اللہ ﷺ کے اُسوہ پر عمل

کرتے ہوئے علم کی راہ میں اپنی ساری صلاحیتیں لگا دوں ۔جس طرح اللہ تعالیٰ کے علم کو نبی ﷺ نے پھیلایا، کوشش کرتی ہوں کہ میں بھی اس علم کو دوسروں تک پہنچاؤں لیکن ابھی کوشش کا حق ادا نہیں ہوتا۔انشاء اللہ تعالیٰ آگے سے آگے پھیلانے کی کوشش کرتی رہوں گی۔

اللہ کے نبی ﷺ نے ایک مرکز قائم کیا۔ مجھے بھی اس بات کی بہت خوشی ہو رہی ہے کہ الحمدللہ ہمارا بھی ایک مرکز ہے جہاں سے ہم نے اللہ کی کتاب کے علم کا یہ نور حاصل کیا اور وہ ہم سب کا 'النور' ہے۔اس کے تحت جو بھی مشترکہ جدو جہد ہو رہی ہے، انشاء اللہ تعالیٰ اس میں ہر طرح سے کوشش اور تعاون کرنا ہے۔دین کے علم کو سیکھنے اور اس کو پھیلانے کی کوشش انشاء اللہ تعالیٰ جاری رہے گی۔ مشن تو ابھی مکمل نہیں کیا گویا ابھی تو مشن کا آغاز ہے۔اللہ تعالیٰ نے اگر توفیق دی تو ضرور اس کے پیغام کو اور نبی ﷺ کے اس مشن کو زندگی کے آخری سانس تک نبھاؤں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

طالبہ: آج کا لیکچر اٹینڈ کر کے ذہن بہت clear ہوا ہے۔زندگی کا مقصد بھی سمجھ آیا ہے کہ کس مقصد کے تحت ہمیں یہاں بھیجا گیا؟ اور یہ بھی کہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں کون لوگ بہت اہم ہیں؟ اس بھٹکی ہوئی انسانیت کی انشاء اللہ تعالیٰ مل کر مدد کرنا ہے، ان کو ربانی رہنمائی مہیا کرنا ہے، خود بھی سیدھی راہ پر رہنا ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ لوگوں تک بھی اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچانا ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ آخری درجے تک کوشش کرنا ہے۔

طالبہ: پہلے میری زندگی کا مقصد بہت مختلف تھا کہ دنیا کی کامیابی ملے، میں ہمیشہ دنیا کے بارے میں سوچتی تھی کہ میں سکول میں پڑھ لوں، کالج چلی جاؤں، یونیورسٹی چلی جاؤں لیکن الحمدللہ یہ concept clear ہو گیا کہ ہم یہاں پہ کامیاب ہوں گے تو ہم

کو آخرت میں اچھا گھر ملے گا اور اس مشن کے لیے اب میں یہ چاہتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے دین کی یہ دعوت دوسروں تک پہنچاؤں اور دوسروں کو آگ سے بچاؤں۔

طالبہ: میں نے ایسے بہت سے لیکچرز سنے ہیں لیکن میری زندگی میں یہ پہلا ایسا پروگرام ہے جس میں رسول اللہ ﷺ کی زندگی پر ہر جہت سے بات کی گئی اور اتنے مؤثر طریقے سے۔ یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایسے مواقع مہیا کئے اور جب بھی کہیں بھی کبھی کوئی ایسا پروگرام ہو کبھی miss نہیں کرنا چاہئے۔ میں دین کا کام کر رہی ہوں لیکن مجھے یہ سیریز attend کر کے ایسا لگا جیسے میں بہت پیچھے ہوں۔

طالبہ: ہم نے اتنے تھوڑے سے وقت میں اتنی چیزیں سیکھیں اور جو چیز ہم روز سیکھتے تھے پھر آپس میں اس کو ڈسکس کرتے تھے تو پتہ چلا کہ ہم میں بہت کمی تھی۔ اب انشاء اللہ تعالیٰ وہ پوری ہوگی اور اب تو سب لوگوں کے پاس اتنا اچھا موقع ہے، بہت اچھے کورسز متعارف ہوئے ہیں، اُمید ہے کہ سب ضرور انہیں جوائن کریں گے۔

طالبہ: مجھے یہاں دو چیزوں نے اتنا زیادہ motivate کیا جیسے بات دل میں اتر گئی کہ کون ہے جو اللہ تعالیٰ کا مددگار بنے گا؟ اور انشاء اللہ تعالیٰ ان معاملات میں میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ تجارت کروں گی۔ اپنی جان، اپنا مال، اپنی صلاحیت اور جتنا میں علم حاصل کروں اتنا آگے پہنچاؤں گی۔

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ اپنی کتاب کا علم سیکھنے اور سکھانے کے لیے ایسی کوششیں کرنے کی توفیق عطا فرمائے جن سے نسلیں فائدہ اُٹھا سکیں۔ آمین